عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۳۵ | ۸ تا ۱۵ ربیع الاول ۱۴۳۸ھ مطابق ۸ تا ۱۵ دسمبر ۲۰۱۶ء | شمارہ: ۴۶

اسلام اور احترامِ انسانیت

قبولِ اسلام پر پابندی کا بِل

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

فتنۂ گوہر شاہی

قادیانیت کا دوسرا روپ

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

جو جگہ مسجد کے لئے خریدی جائے وہ تا قیامت مسجد ہی رہتی ہے

س:.....ہم یہاں کینیڈا میں مقیم ہیں اور یہاں ہم لوگوں نے اپنی دینی ضرورت کے لئے مسجد و مدرسہ کا انتظام کرنے کا سوچا تو ہمیں ایک چرچ مل گیا جو کہ بہت مناسب قیمت میں تھا تو ہم نے اس کو خرید لیا اور چند سالوں تک ہم اسے بطور مسجد استعمال کرتے رہے، مگر اب ہم لوگ باقاعدہ طور پر ایک بڑی مسجد بنانے کا سوچ رہے ہیں اور اس جگہ کو فروخت کر کے دوسری جگہ جو اس سے کافی بہتر ہے لینے کا ارادہ ہے، کیا ہمارا اس طرح اس جگہ کو فروخت کرنا درست ہے؟ اس بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

ج:..... جب آپ لوگوں نے شروع سے ہی اس چرچ کو مسجد میں تبدیل کرنے کی نیت سے خریدا تھا اور پھر چند سال مسجد کے طور پر اس کو استعمال بھی کیا تو اب اس جگہ کو آپ لوگ فروخت نہیں کر سکتے، کیونکہ مسجد میں تبدیل کرنے کی نیت سے خریدنے اور پھر بطور مسجد اس کو استعمال کرنے سے یہ جگہ شرعاً مسجد بن گئی ہے اور تا قیامت یہ مسجد ہی رہے گی، اس کو نہ کہیں دوسری جگہ منتقل کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی بیچا جاسکتا ہے۔

"هو مسجد ابداً الیٰ قیام الساعة ولا یجوز نقله ونقل ماله الیٰ مسجد اٰخر... الخ."

(النهر الفائق، ص:۳۳۰، ج:۳)

کن موزوں پر مسح کرنا درست ہے؟

س:.....کیا عام موزوں پر مسح کر سکتے ہیں، اگر وہ موٹے ہوں تو کیا حکم ہے؟ اور کن موزوں پر مسح کرنا صحیح ہے؟

ج:.....ایسے چمڑے کے موزوں پر مسح جائز ہے جو ٹخنوں تک ہوں اور ایسی جرابوں پر بھی مسح جائز ہے جو خوب موٹی ہوں اور ان کو کسی چیز سے باندھے بغیر پہن کر تین چار میل چل سکتا ہو اور وہ پھٹے نہیں۔ لہٰذا اگر اس قسم کے موزوں نہ ہوں، پتلے ہوں یا نائیلون وغیرہ کے ہو تو ان پر مسح کرنا فقہائے احناف کے نزدیک جائز نہیں ہے۔ اگر مسح کیا تو وضو مکمل نہیں ہوگا اور بغیر وضو کے نماز درست نہیں۔

اچھے اخلاق کی درستگی، نماز و دیگر اعمال صالحہ لازم وملزوم ہیں

س:..... آج کل لوگوں کا یہ خیال عام ہوتا جارہا ہے ٹی وی شوز وغیرہ میں بھی کئی بار یہ کہا جاتا ہے کہ ایک مسلمان کے اخلاق اچھے ہونا ہے، نماز قرآن وغیرہ تو بندہ اور اللہ کا معاملہ ہے اور داڑھی، پردہ سے بھی زیادہ اخلاق اچھے ہونا ضروری ہے، کہ ہر کسی سے اچھے اخلاق سے ملو چاہے وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ ہو، جب تک اخلاق اچھے نہ ہوں تو نماز روزہ بھی بے کار ہے، کیا یہ سوچ اور خیال درست ہے؟

ج:..... یہ خیال درست نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتے ہے

ک: "ان الصلوٰة تنهی عن الفحشاء والمنکر" (العنکبوت:۴۵)

... نماز بے حیائی اور برائی کے کاموں سے روکتی ہے... تو گویا خود اخلاق کی درستگی کے لئے بھی نماز ضروری ہے۔ اسی طرح دین کے دوسرے فرائض و واجبات پر عمل بھی ضروری ہے، دین پر صحیح طور سے عمل کر کے ہی تو ایک مسلمان با کردار ہو سکتا ہے۔ شریعت پر عمل کئے بغیر کوئی اپنے اخلاق کس طرح درست کر سکتا ہے؟ اور یہ شیطان کا دھوکا ہے جو یہ سمجھاتا ہے کہ پہلے اپنے اخلاق درست کرو ورنہ نماز روزے کا کوئی فائدہ نہیں، داڑھی، پردہ کا کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ شیطان نہیں چاہتا کہ بندہ نماز جیسی اہم عبادت پر عمل کر کے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرے اور اس کی مغفرت و رحمت کا طلبگار بنے۔ یہی حال اس کا دین کے دیگر اعمال کے بارے میں ہے، اس کو برداشت ہی نہیں کہ بندہ اپنے معاملات اپنے اللہ کے ساتھ درست کر لے۔ اس لئے شیطان کے دھوکا اور حربے سے بچیں، نماز، روزہ، پردہ، داڑھی، اخلاق سب ضروری ہیں، ایک اچھا مسلمان بننے کے لئے۔ واللہ اعلم بالصواب!

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلسِ ادارت

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۳۵ — ۱۵تا۲۸ ربیع الاول ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۵تا۲۸ دسمبر ۲۰۱۶ء — شمارہ:۴۶

سرپرست

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

حضرت مولانا حافظ ناصرالدین خاکوانی مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بانیان

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ

خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

اقلیتوں کے قبولِ اسلام پر قدغن کیوں؟	۴	محمد اعجاز مصطفیٰ
فتنۂ گوہر شاہی..... قادیانیت کا دوسرا روپ	۷	علامہ احمد میاں حمادی
قبولِ اسلام پر پابندی کا بل.....	۱۲	پروفیسر عبدالواحد سجاد
اسلام اور احترامِ انسانیت!	۱۴	مولانا سلمان منصور پوری
امام الانبیاء حضرت محمد ﷺ..... (۲)	۱۹	ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
معتمد اور غیر معتمد تفاسیر..... (۲)	۲۲	مولانا فضل محمد مدظلہ
مرزا قادیانی کا تعارف و کردار (۱۵)	۲۵	حافظ عبیداللہ

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT, A/c# 0010010964680019

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK68ABPA0010010964680019

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN NO. PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶، ۰۶۱-۴۵۸۳۴۸۶

Hazori Bagh Road Multan

Ph:061-4583486, 061-4783486

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سیّد شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی۔

اداریہ

محمد اعجاز مصطفی

اقلیتوں کے قبولِ اسلام پر قدغن کیوں؟

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلامٌ علٰی عبادہٖ الذین اصطفٰی

ہمارے ملک پاکستان کا المیہ ہے کہ یہاں اسلام کی تبلیغ، اسلام کی تدریس اور اسلام کی ترویج ونشرواشاعت پر مختلف جہات سے پابندیاں لگانے کی کوشش کی جاتی ہے، لیکن اقلیتوں کے رسم ورواج، ان کے اعتقادات اور ان کی مذہبی رسوم کی حفاظت اور خوب تشہیر کی جاتی ہے۔ اس عمل کو ''رواداری'' کے خوبصورت عنوان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اب حال ہی میں سندھ اسمبلی نے ایک قانون پاس کیا ہے کہ ۱۸ سال سے قبل کوئی ہندو اسلام قبول نہیں کرسکتا۔ اگر کوئی ہندو اسلام قبول کرلیتا ہے تو وہ ۲۱ دن تک اس کا اظہار نہیں کرسکتا۔ اگر کوئی مبلغ یا قاضی ایسے جوڑے کا نکاح پڑھائے گا تو اس کی ضمانت نہیں ہوگی۔ عدالت ۲۱ دن میں ایسے کیس کا فیصلہ سنائے گی۔ اس پر علماء کرام، ماہرین قانون، سابق ججوں اور عام شہریوں نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا اور اس کو نظریہ پاکستان کی خلاف ورزی، آئین پاکستان سے انحراف اور خلاف شریعت قرار دیا ہے۔ تفصیل روزنامہ امت کی اس رپورٹ میں ملاحظہ فرمائیں:

''سندھ اسمبلی میں منظور کیے جانے والے متنازع قانون کے حوالے سے منگل کے روز بھی ملک بھر کے قانونی ماہرین اور علمائے کرام کی جانب سے مذمت کا سلسلہ جاری رہا۔ ان کا کہنا ہے کہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے اور اس کا اعلان کرنے کی راہ میں جو رکاوٹیں حائل کی جارہی ہیں، یہ دراصل مغربی ایجنڈا ہے۔ اسے کسی قیمت پر قبول نہیں کیا جائے گا۔ اگر سندھ اسمبلی نے اسے کالعدم قرار نہیں دیا تو ملک گیر احتجاجی تحریک چلائی جائے گی۔ یہ قانون نہ صرف اسلام کی روح سے متصادم ہے، بلکہ آئین پاکستان کے بھی خلاف ہے۔

سابق جج لاہور ہائی کورٹ جسٹس (ر) میاں نذیر اختر کا امت سے گفتگو کرتے ہوئے کہنا تھا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ اسلام خود حکم دیتا ہے کہ دین میں زبردستی اور جبر نہیں ہے۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اور نہ ہی اس کے لئے کسی قانون سازی کی ضرورت تھی۔ لہٰذا اس کے لئے سزا مقرر کرنا بے معنی بات ہے۔ اسلامی تاریخ میں کوئی ایک ایسی مثال نہیں ملتی کہ کسی کا مذہب جبراً تبدیل کرایا گیا ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ شریعت کا واضح حکم ہے کہ جس وقت کوئی غیر مسلم اسلام قبول کرلے تو اسی وقت اس کا اظہار اور اعلان کرے اور صوم وصلوٰۃ ودیگر اسلامی احکام کی پابندی شروع کردے۔ اس لئے قبولِ اسلام کے اعلان کے لئے ۲۱ دن کی پابندی بھی سراسر قرآن وسنت کی تعلیمات کے منافی ہے۔ اب ہم ذرا قبولِ اسلام کے لئے عائد کی گئی ۱۸ سال کی عمر کی قدغن کا جائزہ لیتے ہیں۔ پاکستان پینل کوڈ یہ کہتا ہے کہ اگر سات سال تک کی عمر کا کوئی بچہ کوئی جرم کرے تو اس کے جرم کو جرم نہیں سمجھا جائے گا۔ اس کے لئے کوئی سزا نہیں ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس عمر کے بچے میں جرم کی نیت کا وجود ہی

نہیں پایا جاسکتا۔ سات سال سے بارہ سال تک کی عمر کو شعور کے حصول کی عمر کہا جاتا ہے۔ اس عمر میں عدالت یہ دیکھتی ہے کہ کیا اس بچے میں اتنی سمجھ ہے کہ وہ اپنے جرم کے نتائج کا شعور رکھتا ہو؟ لیکن جب بارہ سال سے اوپر کا کوئی بچہ جرم کرتا ہے تو اس کے لئے کوئی چھوٹ نہیں ہے۔ کیونکہ قانون یہ سمجھتا ہے کہ اب بچہ عمر کے اس حصے میں پہنچ چکا ہے کہ وہ جانتا ہے کہ وہ کیا کررہا ہے؟ اس لئے سندھ اسمبلی کی طرف سے خیر کے کاموں پر پابندی پرتو استغفار ہی پڑھی جاسکتی ہے۔ ایک بچی عام طور پر ۱۲،۱۳ سال کی عمر میں عاقلہ وبالغہ کہلاتی ہے۔ اسی طرح لڑکے بھی اس عمر میں شعور سے گزررہے ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان پر یہ پابندی عائد نہیں کی جاسکتی کہ وہ ۱۸ سال کی عمر سے پہلے اسلام قبول نہیں کرسکتے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ سندھ اسمبلی کا یہ قانون سراسر غیر اسلامی اور غیر آئینی ہے اور دین اسلام کی تبلیغ وترویج روکنے کے مترادف ہے۔ جب آئین کا آرٹیکل ۲۰ ہر پاکستانی شہری کو اپنے مذہب کا اقرار کرنے، اس پر عمل پیرا ہونے اور اس کی تبلیغ کرنے کا بنیادی حق دیتا ہے تو پھر سندھ اسمبلی کیسے پابندی لگاسکتی ہے؟ علاوہ ازیں یہ انتہائی غیر منطقی اور مضحکہ خیز بات ہے کہ سندھ اسمبلی یہ قانون پاس کررہی ہے، گویا اس کا مطلب یہ ہے کہ سندھ میں ۱۸ سال کی عمر سے پہلے اسلام قبول نہیں کرسکتے اور پنجاب اور دیگر صوبوں میں کرسکتے ہیں، یہ کیسی جاہلانہ بات ہے۔ اللہ اس قانون کو پاس کرنے والوں کو ہدایت دے۔ صوبائی سطح پرتو یہ قانون سازی ہونی ہی نہیں چاہئے تھی۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ قانون صرف ہندوؤں، قادیانیوں اور دیگر غیر مسلم اقلیتوں کو خوش کرنے کے لئے بنایا گیا ہے۔

سیکریٹری لاہور ہائی کورٹ بار انس غازی ایڈووکیٹ کا اس سلسلے میں کہنا تھا کہ اقلیتوں کے حقوق کے نام پر سندھ اسمبلی میں پاس ہونے والا قانون ۱۹۷۳ء کے آئین کے منافی ہے، کیونکہ آئین کے آرٹیکل ۹ سے ۱۴ تک میں بنیادی انسانی حقوق کو جو تحفظ دیا گیا ہے، اس میں ہر شخص کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ عمر کے کسی بھی حصے میں بتوفیق الٰہی ایمان قبول کرسکتا ہے۔ اسے اسلام قبول کرنے کی مکمل آزادی حاصل ہے۔ اس سلسلے میں اٹھارہ سال سے کم عمری کی کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ آئین میں کہیں بھی یہ نہیں لکھا ہوا کہ کوئی شہری ۱۸ سال سے پہلے اسلام قبول نہ کرے اور نہ ہی ۲۱ روز تک اپنے قبولِ اسلام کو چھپائے۔ آئین نے ہر پاکستانی شہری کی آزادیٔ اظہار رائے اور مذہب کی آزادی کو تحفظ فراہم کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آئین کا آرٹیکل ۲ قانون ساز اداروں کو پابند کرتا ہے کہ وہ کوئی ایسا قانون نہیں بناسکتے جو قرآن وسنت کے منافی ہو۔ اس لئے کوئی بھی اسمبلی ایسا قانون پاس نہیں کرسکتی جو قرآن وسنت اور آئین سے متصادم ہو۔ اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ سندھ اسمبلی کا یہ قانون یقیناً چیلنج ہوجائے گا اور کالعدم قرار پائے گا۔

سابق صدر لاہور ہائی کورٹ بار پیر مسعود چشتی ایڈووکیٹ کا کہنا تھا کہ اسلام خود بھی جبراً مذہب کی تبدیلی سے منع کرتا ہے۔ اس بارے میں قرآن کا واضح حکم موجود ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں ہے، جبکہ قبولِ اسلام کے بعد تین ہفتوں تک اعلان نہ کرنے کی پابندی بھی عجب مضحکہ خیز ہے۔ ہمارا آئین ہر مذہب کے ماننے والے پاکستانی شہریوں کو مکمل مذہبی آزادی دیتا ہے۔ یہ دونوں شقیں ہی بڑی عجیب سی ہیں۔ اگر ایک بچہ ۱۴،۱۵ سال کی عمر میں میٹرک کرلیتا ہے تو اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ وہ سمجھدار اور باشعور ہوگیا ہے۔ اب اگر وہ مسلمان ہونا چاہتا ہے تو اس کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سندھ اسمبلی کو یہ قانون بنانے سے پہلے اس کا مسودہ اسلامی نظریاتی کونسل کے پاس بھیج کر ان کی ماہرانہ رائے لینی چاہئے تھے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ سندھ اسمبلی کے اس نئے قانون کو اعلیٰ عدالتوں میں چیلنج کرنے کی گنجائش موجود ہے۔

سابق صدر لاہور ہائی کورٹ حافظ عبدالرحمٰن انصاری ایڈووکیٹ کا کہنا تھا کہ سندھ اسمبلی کی یہ عجیب منطق ہے کہ ۱۸ سال کا ہونے سے پہلے اسلام قبول نہیں کرسکتے اور ۲۱ روز تک اس کا اعلان کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ یہ کیا ضروری ہے کہ ۱۸ سال کی عمر میں ہی لڑکا لڑکی عاقل و بالغ ہوتے ہیں؟ سندھ اسمبلی کو یہ کس نے حق دیا ہے کہ وہ اس بارے میں قدغن لگائے۔ اللہ جس وقت کسی کو ہدایت دے، اسی وقت وہ اسلام قبول

کرسکتا ہے اوراس کا اعلان کرسکتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قانون اسلامی تعلیمات کے سراسر منافی ہے۔سندھ کی سیکولر حکومت نے صرف اندرون سندھ میں موجود غیر مسلم اقلیتوں کوخوش کرنے کے لئے یہ قانون بنایا ہے،لیکن یہ فوراً چیلنج ہوجائے گا۔

ختم نبوت لائرز فورم پاکستان کے صدر چوہدری غلام مصطفیٰ ایڈووکیٹ کا اس سلسلے میں کہنا تھا کہ ہر بچہ دین فطرت پر پیدا ہوتا ہے،ہم بزرگوں سے سنا کرتے تھے کہ جب کوئی غیر مسلم مسلمان ہوتا تو اہل اللہ کہا کرتے تھے کہ یہ آدمی تو اپنے فطری دین یعنی اسلام کی طرف لوٹ آیا ہے،کیونکہ یہ پیدائشی مسلمان تھا۔قائداعظم کی ۱۱ راگست ۱۹۴۷ کی تقریر کے بڑے حوالے دیئے جاتے ہیں،انہوں نے کہا تھا کہ ہر شخص کو اپنی عبادت گاہ میں عبادت کرنے کی آزادی ہے۔اس لئے میرے نزدیک تو یہ قانون سراسر غیر آئینی ہے اوراس سے بڑھ کر مضحکہ خیز ہے۔دراصل ہمارے حکمران اپنے مغربی آقاؤں کوخوش کرنے کے لئے اس طرح کے مضحکہ خیز قوانین بناتے رہتے ہیں،لیکن ایسے خلاف شریعت قوانین بنانے والوں کو اپنا انجام نہیں بھولنا چاہئے۔

اسلامی جمعیت وکلا خیبر پختونخوا کے صدر خان افضل ایڈووکیٹ کا کہنا تھا کہ سندھ اسمبلی میں پاس شدہ قانون کی کوئی آئینی اور قانونی حیثیت نہیں ہے۔یہ قانون نہ صرف شرعی احکامات بلکہ ملک کے آئین وقانون سے بھی متصادم ہے۔سندھ اسمبلی میں پاس شدہ قانون درحقیقت مسلمانوں اور اسلامی ریاست کے خلاف سازش ہے۔سندھ کے حکمرانوں کو اپنے اسلام دشمن اقدامات پر غور کرنا چاہئے کہ ایسا نہ ہو کہ ملک بھر کے عوام ان کے خلاف تحریک برپا کردیں۔خان افضل ایڈووکیٹ کا مزید کہنا تھا کہ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ اغیار کے کہنے پر آئین میں من مانی تبدیلیاں کرکے اسلامی نظریات کو نقصان پہنچایا جارہا ہے۔

ایبٹ آباد ہائی کورٹ بار پشاور بینچ کے صدر قاضی ارشد ایڈووکیٹ کا ''امت'' سے بات کرتے ہوئے کہنا تھا کہ سندھ اسمبلی میں پاس کردہ قانون آئین پاکستان کے آرٹیکل ۲۔اے کے خلاف ہے،جس میں واضح کیا گیا ہے کہ مملکت خداداد پاکستان میں اللہ کے احکامات کے خلاف کوئی بھی قانون سازی یا آئین سازی ممکن نہیں ہے۔ان کا کہنا تھا کہ سندھ اسمبلی میں پاس کردہ قانون،قرارداد مقاصد اورنظریہ پاکستان کے بھی خلاف ہے۔اس قانون کی کوئی حیثیت ہے اور نہ ہی اسے کسی بھی صورت میں قبول کیا جاسکتا ہے۔پاکستان کے عوام کبھی بھی اسلام کے برخلاف کوئی بھی قانون سازی قبول نہیں کریں گے۔

امت سے گفتگو کرتے ہوئے یکجہتی کونسل کے نائب چیئرمین صاحبزادہ عبدالرشید عباسی کا کہنا تھا کہ اسلام قبول کرنے کے لئے عمر کی حدود رکھنا اور پھر یہ قانون بنانا کہ اتنے دنوں تک قبول اسلام کا اعلان نہیں کیا جائے گا،یہ سب اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔علمائے حق سندھ اسمبلی کی ان کوششوں کے خلاف میدان میں نکلیں گے اوراسلام دشمنوں کو ہر محاذ پر شکست دی جائے گی۔

صدر تحریک ختم نبوت کراچی (امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی) مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ کا کہنا تھا کہ سندھ میں ان دنوں پوری کوشش کی جارہی ہے کہ اقلیت کو اکثریت پر مسلط کیا جائے۔یہ بدترین قانون ہے جس کا کوئی شرعی،آئینی اور اخلاقی جواز موجود نہیں ہے۔ہم یہ قانون مکمل طور پر مسترد کرتے ہیں۔اب بھی اگر سندھ حکومت نے ہوش کے ناخن نہ لئے تو پھر اس کے خلاف بھرپور تحریک چلائی جائے گی۔''

(روزنامہ امت کراچی،۲۳ر نومبر ۲۰۱۶ء)

بہرحال معزز عدالت اوروفاقی حکومت سے استدعا ہے کہ اس قانون کو مسترد کردے اوراس غیر اسلامی،غیر آئینی اورنظریہ پاکستان کے خلاف بل کی معاونت کرنے والوں کا کڑا احتساب کرے،تاکہ آئندہ کسی کو اقلیتوں کے قبول اسلام پر قدغن لگانے کی جرأت نہ ہو۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

فتنہ گوہر شاہی

قادیانیت کا دوسرا روپ

روحانیت اور پیری مریدی کی آڑ میں اسلام کی جڑیں کاٹنے اور اسلام کے مدمقابل ایک من گھڑت نیا دین لا کر امت مسلمہ کو انتشار کا شکار کرنا چاہتا ہے۔ جس نماز کی تاکید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے آخری لحات میں بھی کی ہے' یہ مرتد گوہر شاہی اس نماز کے پڑھنے کو گناہ کہتا ہے' جس کعبہ کا طواف آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بذات خود کیا' اس کے متعلق یہ کہتا ہے کہ آپ کو وہاں جانے کی ضرورت نہیں وہ کعبہ خود آ کر طواف کرے۔ (نعوذ باللہ)

غرض یہ کہ اسلام کے ہر حکم کے مقابل اپنی من گھڑت بکواسات کو اولیا' اللہ کی طرف منسوب کر کے لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے۔ محسن انسانیت کے امتیو! سوچو دین اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر سب وشتم کا یہ بھونڈا سلسلہ آخر کب تک چلے گا؟ ایسے حالات میں ہماری کیا ذمہ داری ہے؟ ہم نے اپنے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس اور دین کے تحفظ کے لئے کتنا وقت اور مال خرچ کیا ہے؟

علامہ احمد میاں حمادی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمام تعریفیں اس رب کائنات کے لئے جس نے نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی کی حیثیت سے جن وانس کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا اور آپؐ پر سلسلہ نبوت ختم فرما کر دین کی تکمیل کا اعلان فرمایا۔ اس ذات کریم نے تمام ادیان میں سے دین اسلام کو پسندیدہ دین قرار دیا اور اسلام کے علاوہ تمام ادیان کو باطل قرار دیا۔ قرآن مجید میں اس کا تذکرہ ان الفاظ میں آتا ہے:

"ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ." (آل عمران:۵۸)

ترجمہ: "اور جو کوئی چاہے اسلام کے سوا کوئی اور دین سو اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر دین کامل اور مکمل کر دیا گیا ہے' جس کا واضح حکم: "الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم اسلام دینا" کی صورت میں موجود ہے۔ آج کا کوئی بھی آدمی اگر اسلام میں ترمیم واضافہ کرنا چاہے تو مسلمان اسے کسی صورت میں برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت کے بعد طرح طرح کے فتنے نمودار ہوئے۔ کوئی مدعی نبوت تھا تو کوئی مدعی مہدویت تھا تو کوئی مدعی مسیحیت۔ غرض کہ عالم اسلام مختلف فتنوں سے نبرد آزما رہا۔ فتنہ قادیانیت بھی اسلام کے لئے ایک سنگین فتنہ ہے۔ قادیانیت کی کوکھ سے جنم لینے والا روحانیت اور تصوف کے نام پر ایک نیا فتنہ جسے گوہر شاہی کہا جاتا ہے، اسلام اور صاحب اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف توہین آمیز کلمات' قرآن مجید میں تحریف' کلمہ طیبہ میں تبدیلی' چاند سورج اور حجر اسود میں اپنی شبیہ کا دعویٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست تعلیم حاصل کرنے کا دعویدار ہے' جس کے مکروہ عقائد اور نظریات آپ آئندہ صفحات میں ملاحظہ فرمائیں گے۔

اس فتنے سے تمام مسلمانوں کو باخبر کرنے اور شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم گوہر شاہی کے خلاف عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے تحریری وقانونی جہاد کا اعلان کیا۔ گوہر شاہی کے کفریہ عقائد ونظریات کو پڑھئے اور اس کے خلاف جہاد میں قدم بڑھائیے۔

(ملاحظہ ہو "حق کی آواز" ریاض احمد گوہر شاہی کے روحانی فرمودات کا مجموعہ، مرتبہ: علامہ تخی محمد قادری' شائع کردہ: سرفروش پبلیکیشنز پاکستان)

(۱) روحانیت میں حضور ﷺ کا شاگرد ہوں:

"میری ظاہری تعلیم میٹرک ہے اور میں نے باضابطہ کسی مدرسے سے دینی تعلیم حاصل نہیں کی' البتہ روحانی تعلیم حضور پاک ﷺ سے حاصل کی ہے۔ اس وقت بھی حضور پاک ﷺ ہی مجھے تعلیم دیتے ہیں' جتنا مجھے علم ہوتا ہے اور حکم ہوتا ہے، بتا دیتا ہوں یا تعلیم دیتا ہوں۔" (حق کی آواز:۳)

گوہر شاہی نے کہا:

"جب ہم اس مشن کو پھیلانے کے لئے آئے تو ہم نے حضور ﷺ سے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم نہ تو عالم ہیں نہ مولوی' ہماری بات کون مانے گا؟ تو حضور ﷺ نے فرمایا آپ جائیں، ہم خود منوالیں گے اور آج منوا رہے ہیں۔" (حق کی آواز:۳۲)

گوہر شاہی نے کہا کہ:

"انجمن سرفروشان اسلام کا روحانی مشن ہم نے اپنی مرضی سے شروع نہیں کیا بلکہ اس مشن کو اللہ تعالیٰ اور حضور ﷺ کی رضا حاصل

ہے۔" (حق کی آواز:۳۱)

گوہر شاہی نے کہا کہ:

"ہمیں منجانب الٰہی حکم ہے کہ ہم حق بات لوگوں تک پہنچائیں۔" (حق کی آواز:۵۵)

گوہر شاہی نے کہا کہ:

"ہمیں نام نمود کی کوئی ضرورت نہیں، ہم تو جنگل میں رہنا پسند کرتے ہیں' لیکن اس کے حکم پر دوبارہ شہر کا رخ کیا، ہم جو کچھ کہتے ہیں منجانب اللہ کہتے ہیں۔" (حق کی آواز:۲۹)

(۲) نماز' روزہ' حج' زکوٰۃ عبادات ہیں، روحانیت نہیں:

"روحانیت کا تعلق دل کی ٹک ٹک کے ذریعے اللہ اللہ کرنا ہے' جس کے ذریعہ انسان میں نور پیدا ہوتا ہے اور اس نور کے ذریعہ انسان موجود دیگر مخلوقات بھی بیدار ہو کر اللہ اللہ کرنے لگ جاتی ہے' پھر یہ نمازیں پڑھتی ہیں، روزے رکھتی ہیں' ان کا یہ عمل قیامت تک جاری رہتا ہے۔" (حق کی آواز:۳۰)

واضح ہو کہ اس کی کفریہ عبارت کو اس کی مذکورہ بالا نمبر ا' ۲ کی عبارات کی روشنی میں پڑھا جائے' جس کا واضح مفہوم یہ ہے کہ اس کی یہ خلاف اسلام عبارات اور دیگر کفریہ اور توہین رسالت پرمبنی عبارات سرور کائنات رسول پاکؐ نے ہی اس کو سکھائیں اور بتائیں، جن کو یہ بتارہا اور سکھا رہا ہے۔ معاذ اللہ!

(۳) کلمہ طیبہ میں گوہر شاہی کی طرف سے تحریف:

"اس کے غیر مسلم مریدوں نے (بقول اس کے) جشن ولادت کے موقع پر ایک اسٹیکر شائع کروایا' جس پر ڈیزائن کردہ اللہ کے نام کے اندر کلمہ طیبہ کا حصہ لا الہ الا اللہ کے بعد رسول اللہ کی جگہ پر ریاض احمد گوہر شاہی لکھا گیا۔ اس کے بارے میں یہ شخص کہتا ہے: "جشن ولادت کے موقع پر ایک رنگین اسٹیکر (R.A.G.S.) انٹرنیشنل انگلینڈ نے جاری کیا' جس میں کلمہ اور میرا نام لکھا تھا، حالانکہ اس میں کوئی ایسی بات نہ تھی پھر بھی مخالفوں کے شر کی وجہ سے فوری ضبط کرلیا۔ اس فورم میں غیر مسلموں کی بڑی تعداد شامل ہے' ان کی جانب سے اسٹیکر "جشن ولادت" کے موقع پر نکالا گیا' جس کا ہمیں پیشگی قطعی علم نہ تھا' چونکہ اس فورم میں غیر مسلم خصوصاً ہندو' سکھ' عیسائی مذاہب کی تعداد ہماری جنون کی حد تک معتقد ہے۔ وہ غیر مسلم ہونے کے ناطے لا الہ الا اللہ کے قائل ہیں لیکن محمد رسول اللہ نہیں پڑھتے۔ ہم نے حکمت کے تحت لا الہ الا اللہ کا قائل کرکے انہیں اسم ذات کے ذکر کی طرف راغب کیا تاکہ ان کے دلوں میں نور اترے اور ان میں اللہ کی محبت پیدا ہو...... جشن ولادت کے موقع پر پاکستان کے علاوہ انگلینڈ دیگر ممالک سے بھی مسلم اور غیر مسلم اس تقریب میں شریک ہوئے، ان غیر مسلموں نے اس اسٹیکر کے ذریعے اپنے عقیدے کو ظاہر کیا لیکن ہم نے مخالفین کے شر کی وجہ سے فوراً ضبط کرلیا۔" (حق کی آواز:۴'۵)

واضح ہو کہ لا الہ الا اللہ کے بعد محمد رسول اللہ کی جگہ پر اس بدبخت اور ناپاک کے نام کو لکھنے پر اہل ایمان کے اعتراض کو شر کہنا اور مخالفین کے شر کی وجہ سے اسٹیکر کو ضبط کرنا خاص طور پر ملحوظ رہے۔ نیز یہ کہ غیر مسلم بھی خصوصاً ہندو' سکھ' عیسائی جنون کی حد تک اس کے معتقد ہیں اور لا الہ الا اللہ کے قائل ہیں مگر محمد رسول اللہ کے قائل نہیں۔ غور طلب بات یہ ہے کہ جو محمد رسول اللہ کا قائل نہیں وہ اس کے جنون کی حد تک معتقد کیسے اور کیوں ہوئے؟ جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاک کلام کی سورۃ ۳ کی آیت ۲۸ میں فرمایا ہے:

ترجمہ: "مومن کافروں کو دوست نہ بنائیں۔"

اور اسی طرح سورۃ ۵ کی آیت ۵۱ میں فرمایا:

ترجمہ: "اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ' بعض ان کے دوست ہیں بعض کے (یعنی یہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں تمہارے نہیں) اور جو تم میں سے ان کو دوست بنائے گا سو وہ ان میں سے ہوگا اور اللہ تعالیٰ ظالموں کی رہنمائی نہیں فرماتا۔"

واضح ہو کہ جنون کی حد تک معتقد کا درجہ عام دوست سے بڑا ہوتا ہے اور کوئی بھی معتقد اپنے پیشوا کی اجازت اور منشا کے بغیر اس کی مرضی اور عقیدے کے خلاف نہیں لکھ سکتا۔ یہ صرف ہیرا پھیری اور دھوکہ والی بات ہے۔

(۴) چاند' سورج اور حجر اسود پر گوہر شاہی کی تصویر کا ڈھونگ:

"چاند' سورج اور حجر اسود میں اس شخص کی شبیہ نظر آرہی ہے۔"

یہ بات گوہر کے معتمد خاص وصی محمد قریشی جو کہ اس کی تنظیم کا صدر بھی ہے نے کہی ہے۔ اس نے مزید کہا کہ:

"قدرت اپنی نشانی کبھی چاند' کبھی حجر اسود' کبھی مندر کے پتھر اور کبھی سورج پر ظاہر کررہی ہے تاکہ ہر مذہب کے لوگ اپنے اپنے مذہب میں رہتے ہوئے حق کی راہ کا تعین کرسکیں، اور چاند کے پجاریوں کے سامنے چاند مقدس' ہندوؤں کے لئے مندر مقدس' مسلمانوں کے لئے حجر اسود مقدس اور سورج کی پرستش کرنے والوں کے لئے سورج مقدس ہے لہٰذا قدرت ہر مذہب کے عقیدے کے تحت ان میں گوہر شاہی کی عظمت کو اجاگر کرنا چاہتی ہے۔

ان کی عظمت کو منوانا چاہتی ہے۔اب بھی اگر اس مذہب کو لوگ نہ مانیں تو ان کی بدقسمتی ہوگی۔“

(حق کی آواز:۷)

حجر اسود پر انسانی شبیہ کی خبر لندن ٹیلیویژن نے نشر کی (رپورٹ: محمد اعظم برطانیہ)

”گزشتہ دنوں حجر اسود پر انسانی شبیہ کی خبر لندن ٹیلیویژن چینل ۴ سے بھی نشر کی گئی، جس کے بعد خصوصاً مسلم حلقوں میں لوگوں کا عام موضوع حجر اسود بنا ہوا ہے۔“

(حق کی آواز:۱۲،۱۳)

گوہر شاہی نے چاند سورج، ہندوؤں کے مقدس پتھر اور حجر اسود پر شبیہ کے بارے میں سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ:

”یہ شبیہ ہم نے تو نہیں بنائی، لوگوں کو نظر آئی تو کہتے ہیں ہم نے خود حکومت سے تحریری اپیل کی ہے، اس کی تحقیق کی جائے۔“

(حق کی آواز:۱۵)

ایک سوال کے جواب میں گوہر شاہی نے کہا:

”انسان کی نظر بھی کیمپوٹر کی طرح ہوتی ہے‘ آپ بھی حجر اسود کی تصویریں دیکھیں تو آپ کو بھی یہ تصویریں نظر آئیں گی۔ہم نے بھی اپنی تصویر دیکھی، پہچانی، (بعد) میں تصدیق کی۔“

(حق کی آواز:۱۶)

”چاند پر تصویر کا مسئلہ آیا تو نہیں مانا‘ جب ثبوت ملے تو کہا یہ ولایت کی دلیل نہیں‘ اب حجر اسود کی بات آئی اور امام کعبہ نے بھی تصدیق کی تو کہنے لگے: یہ جادو ہے۔ہم کہتے ہیں کہ اگر یہ جادو ہے تو مسلمانوں کے نزدیک خانہ کعبہ سے بڑھ کر اور کون سی جگہ ہے؟ اکثر علماً سو کہتے ہیں: یہ تصویر خود بنائی ہے یا پھر جادو ہے۔ہم کہتے ہیں کہ ۵۰ سال پرانی یا ہماری پیدائش سے قبل حجر اسود کی تصویر اٹھا کر دیکھیں، اگر اس میں بھی شبیہ ہے تو پھر منجانب اللہ ہے۔“ (حق کی آواز:۱۶)

چاند سورج اور حجر اسود پر شبیہ منجانب اللہ ہے:

ایک سوال کے جواب میں گوہر شاہی نے کہا:

”چاند‘ سورج اور حجر اسود پر شبیہ اللہ کی نشانی ہے، یہ منجانب اللہ ہے‘ اور انہیں جھٹلانا گویا اللہ کی بات سے نفی ہے۔“ (حق کی آواز:۲۶)

گوہر شاہی نے کہا ہے:

”جو لوگ حجر اسود میں تصویر دیکھ کر پھر بھی خاموشی اختیار کر لیتے ہیں وہ گونگے شیطان ہیں......لیکن حجر اسود کا تعلق ایمانوں سے ہے، اس لئے چاہئے کہ اس کی تحقیق کی جائے‘ جو لوگ بلا تحقیق اس بات کا انکار کرتے ہیں کہ حجر اسود میں کسی کی تصویر کیسے آسکتی ہے......گوہر شاہی نے کہا کہ حضور پاک تو بتوں کے خلاف تھے لیکن حجر اسود بھی تو ایک پتھر ہے تو حضور نے اس کو بوسہ کیوں دیا؟ قدرت کے ایسے راز وقت سے پہلے نہیں کھلتے۔“ (حق کی آواز:۳۳)

ایک سوال کے جواب میں گوہر شاہی نے کہا:

”جس طرح ناخن پر اگر پالش لگی ہو تو وضو مکمل نہیں ہوتا‘ اسی طرح اگر سعودی حکومت نے ہماری شبیہ کی وجہ سے (حجر اسود) پر رنگ کر دیا ہے تو اس طرح حج کے ارکان بھی پورے نہیں ہوتے۔حجر اسود پر رنگ کر دینے سے لوگوں میں مزید تجسس بڑھتا جارہا ہے‘ اسے چھپایا نہیں جاسکتا‘ جسے اللہ ظاہر کرنا چاہے۔یہ رنگ کر کے تصویر کو چھپا سکتے ہیں‘ لیکن اللہ کے حکم سے حجر اسود سے آواز آنی شروع ہوگئی تو اس کو کیسے روکیں گے؟“ (حق کی آواز:۳۳)

گوہر شاہی نے کہا:

”اس سال حج موقوف ہوا ہے، حجر اسود کو پینٹ کر دیا گیا‘ جس طرح آپ ناخن پالش لگائیں تو آپ کا وضو نہیں ہوتا، اسی طرح حج کا اہم رکن پالش ہو جانے کے باعث پورا نہ ہو سکا‘ اس لئے حج موقوف ہوا۔“ (حق کی آواز:۳۳)

حضور پاک ﷺ نے گوہر شاہی کی تصویر دیکھ کر حجر اسود کو بوسہ دیا:

واضح ہو کہ قدرت کے ایسے ہی راز کھلنے کا وقت (بقول گوہر شاہی) کے آ گیا۔مورخہ یکم تا ۱۵/ اگست ۱۹۹۹ء، پندرہ روزہ ”صدائے سرفروش“ حیدر آباد کے صفحہ اول کالم نمبر چھ کے بقیہ نمبر ۴ پر گوہر شاہی نے کہا کہ:

”حجر اسود پر انسانی شبیہ ازل سے لگادی گئی تھی......حضور پاکؐ نے ـہ کیوں دیا حالانکہ وہ حضرت عمرؓ سے زیادہ غیور تھے؟ آپ نے بوسہ اس لئے دیا کہ وہ شبیہ اور حضور کی روحیں آسمانوں پر اکٹھی تھیں‘ جب حضور دنیا میں تشریف لائے تو حجر اسود پر اسی شخص کی شبیہ دیکھی تو نہیں یاد آ گیا کہ یہ وہ روح ہے جس کے ساتھ حضور کو بڑا پیار تھا اور دونوں روحیں آپس میں بڑی خوش و خرم تھیں۔حضور نے اس روح کی شبیہ کو دیکھ کر پہچان لیا اور بوسہ دیا۔“

واضح ہو کہ یہ پندرہ روزہ اخبار عام اخبارات جیسا نہیں ہے کہ ہر آدمی حاصل کر سکے اور نہ ہی اسٹالوں سے دستیاب ہے‘ بلکہ یہ اخبار ان کا ترجمان ہے اور نام بھی ان کی تنظیم والا ہے، یعنی ”صدائے سرفروش۔“ اس اخبار کے بارے میں کتاب ”حق کی آواز“ میں گوہر شاہی کہتا ہے:

”صدائے سرفروش انجمن کا اپنا اخبار ہے اس کے جملہ امور میں ہماری تائید ہے، ذاکرین اس کے فروغ کی کوشش کریں۔“ (صفحہ:۳۳)

اور اخبار میں شائع کردہ مضامین و خبروں سے

بھی اس بات کی تصدیق ہوتی ہے۔ قارئین کرام! غور فرمائیں کہ حجر اسود‘ چاند اور سورج پر گوہر شاہی کی تصویر آنے کے دعویٰ سے سرور کائنات بشمول تمام انبیاءؑ پر برتری کا دعویٰ ہے۔ حضورؐ اور ایک لاکھ چوبیس ہزار نبیوں میں سے کسی کو بھی منوانے کے لئے ان کی تصویر یا شبیہ ظاہر نہیں فرمائی گئی۔ اس مردود کے ان دعواؤں کا مقصد حضورؐ اور تمام انبیاءؑ پر برتری جتلانا ہے۔

(۵) قرآن پاک چالیس پارے تھے‘ تیس ظاہری دس باطنی‘ ظاہری قرآن عوام کے لئے، باطنی قرآن خواص کے لئے:

گوہر شاہی مذکورہ بالا کتاب ”حق کی آواز“ ریاض احمد گوہر شاہی کے روحانی فرمودات کا مجموعہ، کے ص:۵۴ پر کہتا ہے کہ:

”سب جانتے ہیں کہ قرآن پاک کے تیس پارے ہیں...... قرآن پاک جو کہ تیس پاروں پر مشتمل ہے یہ ناسوت والوں کے لئے ہے‘ اس لئے اس میں نفسوں کا ذکر ہے۔ اپنے نفسوں کو پاک کرو‘ اس طرح سینے کی پانچویں ولایتیں جو کہ آدھی آدھی ولیوں کے لئے تھیں‘ دس حصوں میں تقسیم ہوگئیں۔ تیس حصے ظاہری قرآن اور دس حصے باطنی قرآن کی صورت میں۔ ظاہری قرآن عوام کے لئے اور باطنی قرآن خواص کے لئے...... لہٰذا تیس پارے ظاہری قرآن کے‘ دس پارے باطنی‘ کل ملا کر اس طرح چالیس پارے ہوئے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے جو کلام ظاہر ہوا وہ قرآن پاک بن گیا اور تیس پاروں کی شکل میں موجود ہے‘ لیکن جو کلام ظاہر نہیں ہوا اور صرف حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے سینے مبارک میں رہ گیا، وہ علم‘ علم باطنی یعنی باقی دس پارے ہیں‘ جو کہ باطن میں اولیاء اللہ کو ملے جو وقتاً فوقتاً تھوڑا تھوڑا راز کھولتے رہے۔ یہ دس پارے فقر میں چلنے والوں کے لئے اور تیس پارے شریعت میں چلنے والوں کے لئے‘ جو ولی باطن میں ترقی کر جاتے ہیں ان کو ان کا علم عطا ہوتا ہے‘ پھر جو دیدار الٰہی تک پہنچ جاتے ہیں ان کو سارا علم عطا ہوتا ہے۔ شاہ صاحب نے (گوہر شاہی) ایک اور انکشاف کرتے ہوئے فرمایا: ان باطنی دس پاروں کے علم میں ہی پانچ ولیوں کے ہیں اور پانچ نبیوں کے ہیں‘ ساری دنیا کا محور چالیس کے اوپر ہے، چلہ بھی چالیس کا ہوتا ہے۔“ (حق کی آواز:ص۵۴)

شریعت محمدی اور شریعت احمدی:

انہی چالیس پاروں کے بارے میں گوہر شاہی نے آڈیو کیسٹ میں ریکارڈ شدہ اپنی تقریر میں مزید کہا کہ:

”جو لوگ پانچ وقت رب کو یاد کرتے ہیں‘ نماز بھی رب کی یاد ہے، ان کی انتہا مسجد ہے اور جو لوگ اس کے ساتھ ساتھ ہر وقت اللہ اللہ کرتے ہیں تو وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں پہنچ جاتے ہیں‘ جب وہ قدموں میں پہنچ جاتے ہیں‘ اس سے پہلے پہلے شریعت محمدی ہے...... اس کے بعد پھر شریعت احمدی شروع ہوجاتی ہے...... اس کی جو نماز ہوتی ہے وہ روحانی نماز ہوتی ہے...... جب حضور پاکؐ شب معراج میں گئے تو آپؐ نے پہلے بیت المقدس میں سب نبیوں اور ولیوں کی روحوں کو نماز پڑھائی تھی...... اوپر جا کر پھر کون سی نماز ملی؟ وہ اوپر جو نماز ملی وہ نفسانی لوگوں کے لئے تھی اور وہ جو نماز پڑھا کر گئے تھے وہ پاک لوگوں کے لئے تھی...... لیکن حضور پاکؐ کے پیچھے جو نماز پڑھتا ہے اللہ جواب دیتا ہے: ”لبیک یا عبدی!“ یہ ایک چھوٹی سی ولایت ہے‘ اس کے بعد پھر کیا ہوتا ہے؟...... ایک مخلوق جس کا نام لطیفہ انا ہے وہ قلب والی مخلوق حضور کے پاس پہنچتی ہے اور یہ انا سیدھا اللہ کی ذات کی طرف جاتا ہے...... بیت المعمور سے آگے فرشتے بھی نہیں جاتے اور یہ بیت المعمور سے بھی آگے چلا جاتا ہے‘ جہاں رب کی ذات ہے۔ ظاہری جسم سے حضور پاکؐ وہاں پہنچے اور ان مخلوقوں کے ذریعے ولی اللہ وہاں پہنچتے ہیں...... پھر ایک دوسرے کو بڑے پیار سے دیکھتے ہیں، پھر وہ جو اللہ کا نقشہ ہے وہ اس کے دل میں درج ہو جاتا ہے‘ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اب تو نیچے چلا جا، جو تجھے دیکھ لے وہ مجھے دیکھ لے۔ ولی اللہ کا مطلب ہے: اللہ کو دیکھے اور اس سے باتیں کرے۔ بہت سے ولی یہیں آ کے رک جاتے ہیں...... پھر کچھ خاص ولی ہوتے ہیں۔ وہ اس سے آگے بھی جاتے ہیں وہ جو اس سے آگے بھی جاتے ہیں‘ اس کے بارے میں حضور پاکؐ نے فرمایا ہے: وہ ایک تیسرا علم ہے، پھر وہ آگے جب جاتے ہیں پھر دیکھتے ہیں کہ...... چالیس پارے ہیں پھر جب وہ آگے جاتا ہے پھر وہ دس پارے اس کو ملتے ہیں......“

ظاہری اور باطنی قرآن میں تضاد:

پھر یہ قرآن مجید کچھ اور وہ پارے کچھ اور‘ یہ کچھ اور بتاتا ہے وہ کچھ اور بتاتا ہے۔

اللہ کا ذکر وقت کا ضیاع ہے:

یہ قرآن مجید فرماتا ہے: اٹھتے‘ بیٹھتے‘ لیٹتے میرا ذکر کر‘ وہ پارے کہتے ہیں: اپنا وقت ضائع نہ کر! اس کو دیکھ لینا اس کی یاد آئے تو۔

نماز پڑھنا گناہ ہے:

یہ قرآن مجید فرماتا ہے: نماز پڑھو، ورنہ گناہگار ہوجائے گا‘ وہ کہتے ہیں اگر تو نے نماز پڑھی تو گناہگار ہوجائے گا۔ انہوں نے (دس پارے) کہا کہ جب نماز کا وقت آئے تو بس اسی کو دیکھ لے جس کی نماز ہے۔

کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

پھر اس قرآن نے کہا: ذرا بھی پانی پیئے گا تو تیرا روزہ ٹوٹ جائے گا‘ اس نے (دس پارے) کہا:

دن رات کھاتا پیتا رہ، تیرا روزہ نہیں ٹوٹے گا۔

تو کعبہ کی طرف نہ جا کعبہ تیری طرف آئے:

آگے پھر حج آ گیا۔ یہ قرآن فرماتا ہے: طاقت ہے تو حج میں ضرور جا۔ انہوں نے (دس پارے) کہا: کعبہ دل او جاندے توں تے اشرف المخلوقات ہے۔ اس کو (کعبہ کو) ابراہیم علیہ السلام نے گارے مٹی سے بنایا ہے تجھے تو اللہ کے نور سے بنایا ہے، تو اس کعبہ کی طرف کیوں جاتا ہے، وہ کعبہ تیری طرف آئے نا۔

زکوٰۃ ساڑھے ستانوے فیصد ہے:

یہ قرآن کہتا ہے کہ زکوٰۃ دے' ڈھائی فیصد زکوٰۃ، وہ کہتا ہے ڈھائی فیصد پاس رکھ، ساڑھے ستانوے فیصد زکوٰۃ دے۔

اللہ دنیا میں گھومتا رہتا ہے' کبھی خواجہ کے روپ میں، کبھی داتا کے روپ میں:

اس قرآن سے پوچھا: اللہ کدھر ہے؟ کہنے لگا: بہت دور ہے، بس نمازیں روزہ پڑھتا رہ، اس کا دیدار بڑا مشکل ہے، بہت ہی دور رہتا ہے۔ جب ان (دس پاروں) سے پوچھا: وہ کہنے لگے: اللہ اسی دنیا میں گھومتا رہتا ہے' کبھی خواجہ کے روپ میں اور کبھی داتا کے روپ میں، وہ تو اس دنیا میں گھومتا رہتا ہے۔

(۶) شراب پیو جہنم میں نہیں جاؤ گے:

اس کے چھوٹے کتابچہ بنام ''یادگار لحات'' کے صفحہ نمبر ۹،۱۰ پر لکھا ہے کہ:

''حضرت ابوہریرہؓ کے اس قول کی کہ مجھے حضورؐ سے دو علم عطا ہوئے، ایک تمہیں بتا دیا دوسرا بتا دوں تو تم مجھے قتل کر دو۔ اس کی تشریح کرتے ہوئے گوہر شاہی نے کہا کہ وہ دوسرا علم یہ ہے کہ شراب پیو، جہنم میں نہیں جاؤ گے اور بغیر کلمہ پڑھے اللہ تک رسائی حاصل ہو سکتی ہے۔''

ڈانس کرنا اور چرس پلانا جائز ہے:

''نیز اللہ اللہ کرنے کے لئے ڈانس کرنا جائز ہے اور اللہ اللہ کرانے کے لئے چرس پلانا جائز ہے۔'' (یادگار لحات:۱۹)

(۷) بغیر کلمے پڑھے بھی اللہ تک رسائی ہوسکتی ہے:

اس کے کتابچہ سالنامہ گوہر ۹۷-۱۹۹۶ء کے صفحہ نمبر ۴ پر ہے کہ:

''اب ہمیں اس بات پر مخالفت برداشت کرنی پڑے گی کہ اللہ کی پہچان اور رسائی کے لئے روحانیت سیکھے، خواہ تمہارا تعلق کسی بھی فرقے یا مذہب سے ہو۔ مسلمان یہ کہیں گے کہ بغیر کلمہ پڑھے کوئی کیسے اللہ تک پہنچ سکتا ہے؟ جبکہ عملی طور پر ایسا ہو رہا ہے۔ عیسائی' ہندو اور سکھوں کے ذکر بغیر کلمہ پڑھے چل رہے ہیں۔ پھر کہا کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا تھا کہ: مجھے حضور پاکؐ سے دو علم حاصل ہوئے، ایک تو میں نے تمہیں بتا دیا اور اگر دوسرا تمہیں بتا دوں تو تم مجھے قتل کر دو گے۔ اصل میں یہی دوسرا علم ہے کہ بغیر کلمہ پڑھے بھی اللہ تک رسائی حاصل ہو سکتی ہے۔'' (سالنامہ گوہر:۴)

اس کتابچہ کے صفحہ نمبر ۵ پر ہے کہ:

''یہ سن کر سرکار نے (گوہر) کہا کہ اس عورت کو اتوار کے دن ہمارے پاس لانا، ہم اسے ذکر کرنے کی اجازت دیں گے۔ یہ سن کر وہاں موجود تمام ذاکرین بڑے حیران ہوئے کیونکہ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے، یہ ایک بہت بڑی کرامت ہے کہ ایک غیر مذہب عورت کو بغیر کلمہ پڑھے ذکر دینے کا اذن مل جائے۔ بقول سرکار (گوہر) یہ بھی ایک چھوٹی سی ولایت ہے جو کہ اس خاتون کو بغیر کلمہ پڑھے اپنے ہی مذہب میں رہتے ہوئے مل جائے۔'' (سالنامہ گوہر:۵)

اسی طرح اس کتابچہ میں لکھا ہے کہ:

''ایک کینیڈین خاتون کارلامی ڈولینڈ سرکار (گوہر) سے ملنے آئی اور ذکر قلب حاصل کیا اور سرکار (گوہر) نے پہلے ہی دن اس کا کشف کھول دیا۔''

(۸) خدا تک پہنچنے کے لئے دو راستے ہیں دین اور عشق:

(جبکہ اللہ اور رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق صرف ایک ہی راستہ ہے وہ اسلام ہے۔ دیکھئے سورۂ آل عمران، آیت:۱۹) اسی کتابچہ کے صفحہ نمبر ۷ پر ہے کہ:

''ایک اور امریکی خاتون شاہ صاحب (گوہر) سے ملاقات کرنے آئی، اس کے ساتھ ایک پاکستانی جوڑا بھی تھا اس نے کہا کہ یہ خاتون مسلمان ہونا چاہتی ہے۔ شاہ صاحب نے اس سے پوچھا: تمہیں کیا چاہئے؟ صرف اسلام یا خدا؟ اس نے کہا: خدا۔ شاہ صاحب نے کہا: ٹھیک ہے ہم تمہیں خدا کا راستہ بتاتے ہیں۔ خدا کی طرف دو راستے جاتے ہیں، ایک راستہ دین سے ہو کر دوسرا عشق و محبت کا راستہ۔ دین کے ذریعے جو راستہ جاتا ہے وہ اس طرح سے ہے کہ کوئی گاڑی شہر سے ہو کر گزرے شہر سے گزرنے کی وجہ سے اس پر بہت سے قوانین لاگو ہو جاتے ہیں' راستے میں سگنل بھی آتے ہیں اور اسٹاپ بھی، ٹریفک کی پوری پابندی بھی کرنی پڑتی ہے۔ دوسرا راستہ عشق و محبت کا ہے، بالکل اسی طرح جیسے کوئی گاڑی شہر میں داخل ہوئے بغیر اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو، اس پر شہر کے قانون بھی لاگو نہیں ہوتے، قوانین پر عمل کئے بغیر ہی اپنی منزل کی طرف گامزن رہتی ہے۔''

ان تمام باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی اور اسلام کا قبول کرنا اللہ تک رسائی کے لئے غیر ضروری ہے۔ یہ اسلام کی جڑ کاٹنا اور رسول اللہ ﷺ کی مقدس تعلیمات کو جھٹلانا ہے۔ (جاری ہے)

قبولِ اسلام پر پابندی کا بل

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا.

پروفیسر عبدالواحد سجاد

بل (Bill) مجوزہ قانون کا مسودہ، سامان یا خدمت کے معاوضے کا چھپا ہوا مطالبے کا گوشوارہ، پوسٹر لگانے یا چسپاں کرنے والے اشتہار، تحریری ہدایت، مقررہ فرد کو متعین وقت پر رقم کی ادائی، غذاؤں یا پروگرام کی فہرست، گرینڈ جیوری کو پیش کی جانے والی فرد جرم، پرندے کی نازک چونچ، خشکی کا پتلا قطعہ جو پانی میں دور تک چلا گیا ہو اور باہمی اختلاط کو بھی "بل" کہا جاتا ہے۔

اس وقت ہم اس بل کی بات کر رہے ہیں جسے مسودۂ قانون کہا جاتا ہے۔ پہلے اس کا ایک ڈرافٹ تیار کیا جاتا ہے جس میں تجویز کیا جاتا ہے کہ اس بل کو پارلیمنٹ میں بھیجا جا رہا ہے تاکہ اس پر بحث کی جائے، اس میں جو خامیاں ہوں ارکانِ پارلیمنٹ اس پر اپنی رائے دیں اور انہیں دور کریں، اس کے بعد اس بات پر غور کریں کہ کیا یہ نیا مسودہ قانونی ملکی آئین سے متصادم تو نہیں یا عوام کی اکثریت کی امنگوں کے خلاف تو نہیں؟ اس میں کوئی ایسی شق تو نہیں جس کے اثرات معاشرے پر منفی پڑیں گے اور ان کے دینی یا قومی جذبات تو مجروح نہیں ہوں گے؟ مگر ہمارے ہاں قوانین بناتے یا انہیں منظور کرتے وقت اب ایسا کوئی رواج نہیں رہا "بل پاس ہونے" کا مطلب کسی مسودۂ قانون کا منظور ہو کر قانون بن جانا ہے۔ قوانین تو ہمارے ہاں انتہائی تیزی سے بنتے ہیں مگر عمل صرف انہی قوانین پر ہوتا ہے جو مغربی آقاؤں کا آموختہ ہوتا ہے۔

اقلیتوں کے تحفظ کے نام پر پاکستان کے آئین کے ساتھ کھلواڑ کرنے کا سلسلہ وقفے وقفے سے جاری ہے، جو ملک اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا اس میں اسلام قبول کرنے پر پابندی آئین کے آرٹیکلز ۲۰، ۱۲۸ اور ۳۶ سے متصادم ہے، جن میں مذہبی آزادی کا حق دیا گیا ہے۔ جبری طور پر کسی کو مذہب بدلنے پر مجبور کیا جاتا ہے تو وہ کسی اسلامی ملک میں کہاں ہے؟ "گھر واپسی" کی مہم کیا پاکستان میں جاری ہے یا ایسے لوگوں کے ممدوح بھارت میں جو سیکولر ہونے کا دعویدار ہے؟ اسلام کا تو واضح حکم ہے "لا اکراہ فی الدین" (البقرہ:۲۵۶)... دین قبول کرنے میں کوئی زبردستی نہیں... اس آیت کی تفسیر میں اس آیت کا جو شانِ نزول بیان کیا گیا ہے اس کے متعلق حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جاہلیت میں انصارِ مدینہ کے بعض لڑکے مختلف اسباب کے تحت یہودی یا عیسائی ہو گئے تھے، ان کے والدین جب مسلمان ہو گئے تو انہوں نے انہیں زبردستی دائرہ اسلام میں لانا چاہا، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یہاں مفسرین لکھتے ہیں کہ اگرچہ اس آیت کا نزول خاص ہے، مگر اس کا حکم عام ہے۔

حضرت شاہ عبدالقادرؒ فرماتے ہیں: "اسلام میں جہاد زبردستی منوانے کا نام نہیں ہے، بلکہ جس کام کو سب نیک کہتے ہیں اس کو کروانے کا نام ہے۔"

انبیاء کرام علیہم السلام کو اختلافات اور نزاعات کے سدباب کے لئے بھیجا گیا مگر جب بادی النظر میں دیکھا جائے تو ان کی آمد اور دعوت و تبلیغ کے باوجود نہ اختلافات مٹ سکے اور نہ نزاعات، ایسا کیوں ہے؟ اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی طاقت اور قدرت کی مالک ہے کہ وہ چاہتا تو ان اختلافات کو مٹانے کے لئے انبیاء کرام علیہم السلام ایسی قوت مہیا کر دیتا کہ وہ انہیں بزور طاقت مٹا دیتے اور ساری نوعِ انسانی ایک ڈگر پر چلنے لگتی، انسان کی کیا مجال تھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کو تسلیم نہ کرتا؟ مگر اللہ تعالیٰ کی مشیت یہ نہیں تھی کہ دینِ حق کو تسلیم کرنے پر لوگوں کو زبردستی مجبور کیا جائے۔

"دین" کا لفظ استعمال کر کے یہ بتایا کہ اسلام پورا نظامِ زندگی رکھتا ہے، جس میں اعتقادات اور اخلاقیات سب کچھ ہے مگر عملی ہونے کے باوجود اسے کسی پر جبراً ٹھونسا نہیں جا سکتا، اس کی وضاحت: "قد تبین الرشد من الغی" کے الفاظ سے کی گئی کہ نیکی راہی اور گمراہی چھانٹ کر رکھ دی گئی ہے۔ اس کے بعد انسان کا اختیار ہے وہ خود فیصلہ کرے کہ راست رو بنتا ہے یا کج رو، ہدایت کو اپناتا ہے یا ظلمت کو۔ البتہ اس آیت کے باقی حصے میں طاغوت کے انکار، اللہ پر ایمان لانے کو ایک مضبوط سہارا قرار دیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں: "فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقی لاانفصام لھا."

لیکن ہمارے بزعم مسلمان ہونے کے دعویدار بھی ہیں اور طاغوت کی پیروی کو اپنا فرض بھی سمجھتے ہیں، ایسے میں انہیں دین اور اس کی وہ حقانیت کہاں نظر آئے؟ جسے قرآن مجید نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے: "ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین

الحق لیظهره علی الدین کله ’’(الفتح:۲۸) ...وہی ذات ہے جس نے اپنے رسول کو دین حق دے کر بھیجا تاکہ وہ اسے دوسرے تمام دینوں پر غالب کردے... یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دین اسلام لے کر آئے، وہ دوسرے ادیان اور نظاموں پر غلبے کے لئے آیا ہے، مغلوبیت کے لئے نہیں۔ اسلام نہ تو یہودیت کا چربہ بن سکتا ہے، نہ ہی عیسائیت کا، نہ ہی وہ سرمایہ داریت اور اشتراکیت کا دم چھلا بن سکتا ہے، بلکہ تمام نظام ہائے زندگی پر اس ہمہ گیر نظام زندگی کو جو فوقیت حاصل ہے وہ دلائل و براہین کے ذریعے ہو یا سیاسی غلبے کی صورت میں وہ ظاہر ہو کر رہے گی۔ اسی لئے تمام تر طاغوتی منصوبوں کے باوجود اسلام آج بھی نہ صرف زندہ ہے بلکہ اس کی فطری تعلیمات دلوں کو مسخر کر رہی ہیں اور نسل نو کی قبول اسلام کی شرح بھی تمام تر منفی پروپیگنڈوں کے باوجود مسلسل بڑھ رہی ہے اور وہ اسلام کے سایہ عاطفت میں پناہ لے رہی ہے۔ سائنس اور ٹیکنالوجی کے اس دور میں اسلام کے علاوہ کون سا ایسا دین ہے جو اذہان میں اٹھنے والے سوالات کا تسلی بخش جواب دے سکے؟ یہی وجہ ہے کہ صرف ہندومت کے بعید از عقل رسوم و رواج کے حامل ملک بھارت میں ہی نہیں بلکہ سائنس اور ٹیکنالوجی کے گڑھ مغرب میں بھی تیزی سے اسلام مقبول ہو رہا ہے۔ ایک امریکی ریسرچ سینٹر کی رپورٹ کے مطابق اگلے پانچ عشروں میں اسلام عیسائیت کو پیچھے چھوڑتے ہوئے دنیا کا سب سے بڑا مذہب بن جائے گا۔

اس تناظر میں سندھ اسمبلی کے ارکان کی عقل و دانش پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے کہ جو فنکشنل لیگ کے اقلیتی رکن اسمبلی نند کمار کا پیش کردہ بل متفقہ طور پر منظور کیا، جس میں ۱۸ برس سے کم عمر کی قبولیت اسلام کی پابندی اور بلوغت کے بعد قبول اسلام کے بعد ۲۱ روز تک اس کا اعلان نہ کرنے اور جبری تبدیلی مذہب پر ۵ برس قید کی سزا رکھی گئی ہے۔ ’’باب الاسلام‘‘ کہے جانے والے صوبے کے مسلمان ارکان اسمبلی کو اس ناپاک جسارت پر اس کے علاوہ کیا کہا جائے:

’’پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا‘‘

(روزنامہ اسلام کراچی، ۲۰ رنومبر ۲۰۱۶ء)

حضرت لدھیانویؒ کے چک میں مولانا شجاع آبادی کا بیان

میلسی (قاری محمد اکرم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت دنیاپور کے زیر اہتمام چک نمبر ۳۳۵ (شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ کے آبائی گاؤں) میں ۹ رنومبر بعد نماز عشاء جلسہ ختم نبوت منعقد ہوا، جس کی صدارت حضرت لدھیانویؒ شہید کے بھتیجے مولانا عبدالسلام نے کی۔ تلاوت و نعت کی سعادت راقم قاری محمد اکرم کو حاصل ہوئی۔ مہمانان خصوصی محمد طیب عثمان، رشید احمد چوہدری دنیاپور تھے۔ جلسے سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے خطاب کرتے ہوئے عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے علماء لدھیانہ مولانا محمد، مولانا عبداللہ، مولانا اسماعیل، رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانوی، شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی، حکیم العصر مولانا عبدالمجید لدھیانوی اور دیگر کو خراج تحسین پیش کیا۔ حضرت شہید کے بھتیجوں، مولانا عبدالسلام، مولانا عبدالرحمٰن نے بتلایا کہ ہمارے جد امجد حضرت شہید کے والد محترم الحاج چوہدری اللہ بخش بہت نیک اور صالح انسان تھے۔ انہوں نے اپنے چک میں مدرسہ قائم کیا۔ جس کی برکت سے چک میں درجنوں حفاظ کرام موجود ہیں۔ حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ سمیت بڑے بڑے علماء کرام کو مدعو کرتے اور ان کے بیانات کراتے۔ حاجی اللہ بخشؒ کی وجہ سے مندرجہ بالا علماء کرام کے علاوہ دیگر بڑے بڑے علماء کرام، خطباء عظام تشریف لاتے رہے، انہوں نے بڑی عمر میں حضرت لدھیانویؒ کو قرآن حفظ کرنے کا حکم فرمایا۔ حضرت شہید حفظ کرنے کے بعد ہر سال مسجد میں قرآن پاک سناتے رہے۔ جب مدرسہ میں اچھے قاری کا انتظام ہو گیا تو والد محترم کو اپنے گھر سناتے رہے۔ حضرت شہید کے بھتیجوں نے وفد ختم نبوت کا خیر مقدم کیا اور تشریف آوری پر شکریہ ادا کیا۔

کہروڑپکا میں درسِ قرآن کریم

کہروڑپکا (مولانا محمد وسیم اسلم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مجلس کہروڑپکا کے روح رواں مولانا منیر احمد ریحان کی دعوت پر ایک روزہ تبلیغی دورہ پر کہروڑپکا تشریف لائے، جہاں مولانا فیاض احمد نے اُن کا خیر مقدم کیا۔ آپ نے کہروڑپکا کی نئی آبادی کی جامع مسجد میں ۵ رصفر المظفر مطابق ۶ رنومبر ۲۰۱۶ء مغرب کی نماز کے بعد درس قرآن کریم دیا۔ درس سے قبل مسجد کی انتظامیہ کے رکن جناب منیر احمد نے بتلایا کہ ان کے جد امجد حاجی نور محمد چوہان نے کہروڑپکا میں مجلس احرار اسلام کے لئے تقسیم ہند سے پہلے گرانقدر خدمات سرانجام دیں، اپنے زمانہ میں قادیانیوں کی سرگرمیوں کے انسداد کے لئے ہروقت سرگرم عمل رہے اور قادیانیوں کو اپنے علاقہ میں پنپنے کے مواقع نہیں دیئے۔

نیز موصوف نے بخاری چوک میں جامع مسجد تالاب والی کی بنیاد رکھی اور مسجد کی تعمیر و توسیع کے لئے مساعی جمیلہ سرانجام دیں۔ مرحوم مسجد کے بانی اور متولی رہے۔ نیز مجلس احرار اسلام کی صدارت کا تاج ان کے سر پر رہا۔ ’’بخاری چوک‘‘ کا نام بخاری چوک بھی مجلس احرار اسلام کی مساعی جمیلہ سے عمل میں آیا۔ نیز مولانا شجاع آبادی نے جامع مسجد میں ماہانہ درس کی تقریب سے بھی خطاب کیا، جس کی صدارت مقامی امیر مولانا منیر احمد ریحان نے کی، جبکہ مہمان خصوصی مولانا مفتی عبدالرحمٰن تھے۔ رات کا قیام جامعہ باب العلوم کہروڑپکا میں رہا۔

۷ رنومبر ۲۰۱۶ء صبح کی نماز کے بعد آپ نے جامعہ دارالقرآن میں قاری محمد یعقوب وغیرہ کی دعوت پر بیان کیا۔ درس کے بعد ملتان کے لئے روانہ ہو گئے۔

اسلام اور احترامِ انسانیت

مولانا محمد سلمان منصور پوری

رشتے داری کا خیال:

اسلام کی انسانی تعلیمات میں سے ایک اہم تعلیم یہ بھی ہے کہ آدمی اپنے اعزاء واقرباء اور رشتے داروں کے ساتھ بہترین برتاؤ کرے اور ان کی حتی الامکان خبرگیری میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھے حتیٰ کہ اگر کوئی رشتے دار کسی وجہ سے ناراض بھی ہوجائے پھر بھی اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا انتہائی اجر وثواب کا باعث ہے‘ اس لئے کہ تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ دنیا میں امن وامان کے قیام اور فتنہ وفساد سے حفاظت کے لئے سب سے پہلے گھر‘ گھر اور خاندان‘ خاندان میں اتفاق واتحاد اور ایک دوسرے پر اعتماد کا وجود لازم ہے‘ اگر گھر اور قبیلے میں امن کی فضا پیدا نہیں ہوگی تو پھر یہ دنیا فتنہ وفساد کی آماجگاہ بن جائے گی‘ اس لئے اسلام نے نہایت ہی تاکید سے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کی تلقین فرمائی ہے‘ جو لوگ صلہ رحمی کا خیال کرتے ہیں ان کی تعریف کی گئی ہے‘ اور جو قطع رحمی کے مرتکب ہیں ان کی مذمت بیان ہوئی ہے‘ قرآن کریم میں صلہ رحمی کرنے والوں کی تعریف میں فرمایا گیا ہے:

”اور وہ لوگ جو ملاتے ہیں جس کو اللہ نے ملانے کو فرمایا ہے‘ اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے‘ اور اندیشہ رکھتے ہیں برے حساب کا۔“

(سورۂ رعد: ۲۱)

آگے ایسے لوگوں کو جنت کی خوشخبری سنائی گئی ہے‘ جب کہ ان کے برخلاف رشتہ داریوں کو قطع کرنے والے لوگوں کی سخت مذمت کرتے ہوئے انہیں جہنم کی وعید اس طرح سنائی گئی ہے:

”اور وہ لوگ جو توڑتے ہیں عہد اللہ کا مضبوط کرنے کے بعد‘ اور قطع کرتے ہیں اس چیز کو جس کو جوڑنے کا اللہ نے حکم فرمایا ہے اور فساد اٹھاتے ہیں ملک میں ایسے لوگ ان کے واسطے ہے لعنت اور ان کے لئے ہے برا گھر۔“ (سورۂ رعد: ۲۵)

نیز احادیث طیبہ میں بھی صلہ رحمی کی انتہائی تاکید وارد ہے:

☆......”حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص اس بات سے خوش ہو کہ اس کے رزق میں وسعت کی جائے اور اس کی عمر میں اضافہ کیا جائے تو اسے چاہئے کہ رشتہ داریوں کو جوڑ کر رکھے۔“

(بخاری شریف ۲ ص ۸۸۵ حدیث ۵۹۸۶، الترغیب والترہیب ج ۳ ص ۲۲۷)

☆......”حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نقل فرماتی ہیں کہ رشتہ داری عرش خداوندی پکڑے ہوئے (قیامت میں) کہے گی کہ جو مجھے جوڑے گا اللہ اسے جوڑے گا (اللہ اس پر رحم وکرم فرمائے گا) اور جو شخص مجھے کاٹے گا اللہ تعالیٰ بھی اسے کاٹ کر رکھ دے گا۔“ (بخاری ج ۲ ص ۸۸۶، مسلم: ج: ۲، ص: ۳۱۵، الترغیب والترہیب، ج: ۳، ص: ۲۲۹)

☆......”حضرت ام کلثوم بنت عقبہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ آدمی اپنے سے بغض رکھنے والے رشتہ دار پر صدقہ کرے۔“

(رواہ الطبرانی‘ الترغیب والترہیب، ج: ۳، ص: ۲۳۱)

☆......”حضرت علی کرم اللہ وجہہ نقل کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تمہیں دنیا اور آخرت کے سب سے بہترین اخلاق پر رہنمائی نہ کروں‘ وہ یہ ہے کہ تم اپنے سے رشتہ داری کاٹنے والے کے ساتھ جوڑ کا معاملہ کرو اور جو تمہیں محروم کرے اس کو عطا کرو‘ اور جو تم پر ظلم کرے اس کو معاف کرو۔“ (الترغیب والترہیب، ج: ۳، ص: ۲۳۲)

☆......”حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ نیکیوں میں سب سے جلدی ثواب صلہ رحمی اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کا ملتا ہے اور برائیوں میں سب سے جلدی سزا بغاوت اور قطع رحمی کی ملتی ہے۔“ (ابن ماجہ: ۳۲۰، الترغیب والترہیب ج: ۳، ص: ۲۳۲)

یہ ہے رشتہ داری کے بارے میں اسلامی تعلیمات کا خلاصہ! اس کے برخلاف آج دنیا میں روز بروز رشتے ناتوں کی اہمیت ختم ہوتی جارہی ہے اور قرابت داری کے بندھن ٹوٹتے جارہے ہیں‘ بالخصوص مغربی دنیا میں ہر شخص مادر پدر آزاد ہے اور ہر انسان صرف اپنے مفاد کو فوقیت دیتا ہے‘ قرابت اور عزیز داری کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہ گئی‘ ایسا بے نیاز اور خود غرض معاشرہ بھلا انسانیت نواز کیسے ہوسکتا ہے؟

یتیموں کی خبرگیری:

اسلام نے ان معصوم بچوں کی خبرگیری کی تاکید کی ہے جو بچپن ہی میں باپ کے سایۂ شفقت سے محروم ہوجاتے ہیں۔ عام طور پر دنیا میں یتیموں کا حال ناگفتہ بہ ہوتا ہے‘ اجنبی تو دور کی بات‘ خود ان کے رشتے داران بے سہارا یتیموں کے حقوق غصب کرنے کے درپے رہتے ہیں‘ اور یہ معصوم بچے انتہائی گھٹن اور تنگی میں زندگی گزار دیتے ہیں‘ اسلام نے جہاں ان پر ظلم اور ان کے مال میں خیانت کو عظیم جرم قرار دیا ہے

وہیں ان کی خبر گیری اور ان کے ساتھ خیر خواہی کو عظیم ثواب کا ذریعہ قرار دیا ہے۔ قرآن میں یتیموں کے مال کو غصب کرنے والے ظالموں کو سخت وعید سناتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

"جو لوگ کہ کھاتے ہیں مال یتیموں کا ناحق وہ لوگ اپنے پیٹوں میں آگ ہی بھر رہے ہیں اور عنقریب داخل ہوں گے آگ میں۔" (النساء:۱۰)

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیم کی کفالت کرنے والے کو خوشخبری سناتے ہوئے فرمایا کہ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں دونوں اس طرح ساتھ ہوں گے جیسے کہ شہادت کی اور بیچ کی انگلی۔ (بخاری، ج:۲، ص:۸۸۸، الترغیب والترہیب، ج:۳، ص:۲۳۳)

اور ایک روایت میں آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی مسلم یتیم بچے کو کفالت میں لے کر اس کے کھانے پینے کا نظم کرے تو اسے اللہ تعالیٰ جنت میں ضرور داخل کرے گا، الا یہ کہ وہ (خدانخواستہ) ایسا گناہ کر بیٹھے جو ناقابل معافی ہو۔ (ترمذی شریف، ج:۲، ص:۱۴، الترغیب والترہیب، ج:۳، ص:۲۳۵)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی نظر میں سب سے اچھا گھر وہ ہے جس گھر میں کوئی یتیم باعزت طریقے پر رہتا ہو اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ ہے کہ مسلمانوں کا سب سے اچھا گھرانہ وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ حسن سلوک کیا جاتا ہو اور سب سے بدترین گھرانہ وہ ہے جس میں یتیم کے ساتھ برا سلوک برتا جاتا ہو۔ (الترغیب والترہیب، ج:۳، ص:۲۳۶)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اپنے دل کی سختی کی شکایت کرنے لگا تو آپ نے اس سے فرمایا کہ کیا تم یہ چاہتے ہو کہ تمہارے دل میں نرمی آجائے اور تمہاری ضرورت پوری ہوجائے؟ تو تم یتیم پر رحم کیا کرو اور اس کے سر پر ہاتھ پھیرا کرو اور اپنا کھانا اسے کھلادیا کرو تو تمہارا دل نرم ہوجائے گا اور تمہاری ضرورت پوری ہوجائے گی۔ (رواہ الطبرانی الترغیب والترہیب ج۳ ص۲۳۷)

بہرحال اسلام نے یتیموں کی خبرگیری پر بڑا زور دیا ہے، جو اسلام کی انسانیت نوازی کی واضح علامت ہے۔

بیواؤں اور مسکینوں کی رعایت:

معاشرے کے دبے کچلے افراد جن کا کوئی سہارا نہ ہو اور جن کی طرف سے کوئی وکالت کرنے کو تیار نہ ہو، ان کی حمایت اور ان کے حقوق کے تحفظ کے لئے جدوجہد بھی اسلام میں انتہائی اہم ترین عمل ہے، قرآن کریم میں جابجا مسکینوں پر رحم و کرم کی تلقین کی گئی ہے، نیز احادیث طیبہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے کمزور لوگوں کی حمایت کو انتہائی باعث اجر و ثواب عمل قرار دیا ہے۔

حضرت صفوان بن سلیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیوہ اور مسکین کی مدد کرنے والا شخص اللہ کے راستے میں مسلسل نماز پڑھنے والے اور دن میں مسلسل روزے رکھنے والے شخص کی طرح ہے۔ (بخاری شریف ج۲ ص۸۸۸، الترغیب والترہیب ج۳ ص۲۳۸)

پڑوسیوں کا خیال:

اسلام ایک فطری اور اجتماعی مذہب ہے، اس کی انسانیت نواز تعلیمات میں سے ایک اہم تعلیم یہ ہے کہ وہ اپنے ماننے والوں کو ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک رہ کر زندگی گزارنے کی تاکید کرتا ہے۔ آج کل کے نام نہاد مہذب معاشرے کی طرح نہیں کہ جس میں ہر جگہ انفرادیت ہی انفرادیت ہے اور ہر انسان صرف اپنی غرض کا غلام ہے، دوسرے کی زندگی سے اسے کوئی واسطہ اور مطلب نہیں، یہ انفرادیت پسندی انسانیت نہیں، بلکہ جانوروں کی سی زندگی ہے جہاں ہر فرد دوسرے سے مستغنی ہوکر صرف اپنے ذاتی مفاد کو فوقیت دیتا ہے، آج مغربیت زدہ "پوش کالونیوں" میں جاکر دیکھنے سے یہ المناک حقیقت سامنے آتی ہے کہ ایک محلہ میں دو پڑوسی سالوں سے رہتے ہیں مگر ایک کو دوسرے کی حالت کا کوئی علم نہیں۔ آج حال یہ ہے کہ دور دراز رہنے والوں سے تو اپنے مفادات کی وجہ سے تعلقات بڑھانے کی فکر کی جاتی ہے لیکن اپنے قریبی پڑوسیوں پر کیا گزر رہی ہے؟ اس کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔ اسلام اس طرز فکر کا قطعاً مخالف ہے، اور اس بے حسانہ زندگی کو انسانیت کے خلاف تصور کرتا ہے، پڑوسی خواہ کوئی بھی ہو اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا اسلام کی بنیادی تعلیمات میں داخل ہے۔

پڑوسی تین طرح کے ہوسکتے ہیں:

۱:...... وہ پڑوسی جو رشتہ دار ہو اور مسلمان ہو، اس کے تین حق ہیں: اول اسلام کا، دوسرے رشتہ داری کا، تیسرے پڑوسی ہونے کا۔

۲:...... وہ پڑوسی جو اجنبی ہو مگر مسلمان ہو اس کے دو حق ہیں: اول مسلمان ہونے کا، دوسرا پڑوسی ہونے کا۔

۳: وہ پڑوسی جو اجنبی ہو اور غیر مسلم ہو اس کا ایک ہی حق ہے یعنی پڑوسی ہونے کا۔

اس سے معلوم ہوا کہ پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنے میں یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ وہ ہمارا رشتہ دار بھی ہے یا نہیں؟ یا وہ مسلمان بھی ہے یا نہیں؟ بلکہ پڑوسی ہونے کے اعتبار سے ان کے ساتھ یکساں طور پر حسن سلوک کی تعلیم دی گئی ہے، اس سلسلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی ہدایات فرمائی ہیں جن میں سے بعض کا ترجمہ ذیل میں درج ہے:

☆...... حضرت ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر یقین رکھتا ہو اسے اپنے پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہئے۔ (مسلم شریف، ج:۱، ص:۵۰، الترغیب والترہیب ص:۲۴۳، ج:۳)

☆...... حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے نزدیک ساتھیوں میں سب سے اچھا ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھی کی نظر میں اچھا ہو، اور پڑوسیوں میں اللہ کی نظر میں سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کی نظر میں اچھا ہو۔ (رواہ الترمذی، الترغیب والترہیب، ج:۳، ص:۲۳۵)

☆...... حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرئیلؑ برابر مجھ کو پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کی تاکید فرماتے رہے حتی کہ مجھے خیال ہوا کہ وہ اس کو وراثت میں بھی شریک کرنے کا حکم دے دیں گے۔ (بخاری، ج:۲، ص:۸۸۹، مسلم، ج:۲، ص:۳۲۹، الترغیب والترہیب، ج:۳، ص:۲۳۵)

☆...... حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! پڑوسی کا کیا حق ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا کہ اگر وہ تم سے قرض مانگے تو تم اسے قرض دے دو، اگر وہ تم سے مدد طلب کرے تو تم اس کی مدد کرو، اور اگر وہ محتاج ہو تو اس کی اعانت کرو، اور اگر وہ مریض ہو تو اس کی عیادت کرو، اور ایک روایت میں ہے کہ اگر اسے کوئی خوشی کی بات میسر ہو تو اسے مبارک باد دو، اور اگر اس پر کوئی مصیبت آ پڑے تو اسے تسلی دو، اور جب وہ وفات پا جائے تو اس کے جنازہ میں شرکت کرو، اور اس کی اجازت کے بغیر اتنی اونچی عمارت نہ بناؤ جس سے اس کی ہوا رک جائے، اور اپنے کھانے کی خوشبو سے اسے اذیت مت دو، الا یہ کہ پکا کر کچھ اس کے یہاں بھی بھیج دو۔ (الترغیب والترہیب، ج:۳، ص:۲۴۳)

☆...... حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص (کامل) مومن نہیں ہے جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کے قریب میں اس کا پڑوسی بھوکا ہو۔ (الترغیب والترہیب، ج:۳، ص:۲۴۳)

☆...... حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو اذیت نہ دے۔ (بخاری شریف، ج:۲، ص:۸۸۹، مسلم، ج:۱، ص:۵۰، الترغیب والترہیب، ج:۳، ص:۲۳۸)

☆...... حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ قسم کھا کر فرمایا کہ قسم بخدا! وہ شخص مومن نہیں، تو آپ سے پوچھا گیا کہ کون یا رسول اللہ؟ تو آپ نے فرمایا کہ جس کے پڑوسی اس کی اذیتوں سے محفوظ نہ ہوں۔ (بخاری شریف، ج:۲، ص:۸۸۹، الترغیب والترہیب، ج:۳، ص:۲۳۹)

ان احادیث سے بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام نے اس پہلو پر کتنی توجہ فرمائی ہے۔ یہ اسلامی تعلیمات میں انسانیت نوازی کا ایک نہایت روشن ورق ہے، جس کی طرف سے آج دنیا برابر غفلت برت رہی ہے۔

مصیبت زدگان اور مسافروں کی مدد:

اسلام نے انسانیت نوازی کا ثبوت دیتے ہوئے اپنے پیروکاروں کو وقتی مصائب سے دوچار ہونے والے افراد کی مدد پر بھی آمادہ کیا ہے۔ قرآن کریم میں کئی جگہ مسافروں کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ کرنے کی تلقین کی گئی ہے حتی کہ زکوٰۃ و صدقات کے مصارف میں سے ایک اہم مصرف مسافروں کی مدد کا بھی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

”زکوٰۃ جو ہے سو وہ ہے حق مفلسوں کا اور محتاجوں کا اور جن کا دل لبھانا مقصود ہے اور گردنوں کے چھڑانے میں اور جو تاوان (غلاموں کو آزاد کرنے میں) بھریں، اور اللہ کے راستے میں اور راہ کے مسافر کو۔“

(ترجمہ شیخ الہندؒ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ میں شروع ہی سے انسانی ہمدردی سب سے فوقیت رکھتی تھی، چنانچہ جب آپ کو نبوت عطا ہوئی تو آپ کی زوجہ محترمہ نے تسلی کے لئے جو الفاظ ارشاد فرمائے وہ آپؐ کے اخلاق طیبہ پر پوری روشنی ڈالتے ہیں، حضرت خدیجہؓ نے فرمایا تھا:

”ہرگز نہیں! آپ خوشخبری قبول فرمائیے! اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہ فرمائے گا، قسم بخدا! آپ صلہ رحمی فرماتے ہیں، سچ بولتے ہیں، مصیبت زدہ کا بوجھ اٹھاتے ہیں، لاچاروں کو کما کر دیتے ہیں، مہمان نوازی فرماتے ہیں اور حادثات وغیرہ میں متاثرین کی مدد فرماتے ہیں۔“

الغرض مصیبت زدگان اور پریشان حال لوگوں کا تعاون ایک اسلامی فریضہ اور انسانیت نوازی کا عظیم الشان مظاہرہ ہے، جس کی اسلام نے تلقین کی ہے۔

غلاموں اور ملازموں کے ساتھ حسن سلوک:

اسلام سے پہلے غلاموں کے ساتھ بدترین مظالم روا رکھے جاتے تھے وہ ہر منصفانہ حق سے پوری طرح محروم تھے اور انسانی اعتبار سے انہیں ایک آزاد شخص کے برابر سمجھنے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا، اسلام نے اپنی اعلیٰ انسانیت نوازی کا ثبوت دیتے ہوئے غلاموں کو ان کے جائز حقوق دلانے کے لئے جدوجہد کی، قرآن کریم میں ان کے ساتھ حسن سلوک

کا حکم دیا گیا۔(سورۂ نساء)

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ غلام تمہارے بھائی اور تمہارے معاون ہیں جنہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمہارے قبضے میں دے دیا ہے' لہٰذا جب کسی کے قبضے میں اس کا بھائی آئے (یعنی کوئی شخص غلام کا مالک بنے) تو اپنے کھانے ہی میں سے اسے کھلائے اور اپنے لباس میں سے اسے پہنائے' اور تم ان سے اتنا بھاری کام نہ لو جو ان کے بس میں نہ ہو' اور اگر ایسا کام لینا ہی ہو تو خود ان کی مدد کرو۔(بخاری شریف، ج:۱،ص:۹)

اور ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اپنے غلام کے چہرے یا بدن پر مارے تو اس کی تلافی کی شکل یہ ہے کہ اس کو آزاد کردے۔

(مسلم شریف، ج:۲،ص:۵۱،ابوداؤد شریف، ج:۲،ص:۷۰۲)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غلاموں کے حقوق کا کس قدر خیال تھا؟ اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ انتقال سے قبل آپ نے آخری تاکید نماز پڑھنے اور غلاموں کی رعایت رکھنے کی فرمائی ہے۔(ابوداؤد شریف، ج:۲،ص:۷۰۱)

آج دنیا میں نوکروں اور ملازموں کی کتنی حق تلفیاں کی جاتی ہیں؟ کس طرح ان کے حقوق غصب کئے جاتے ہیں؟ کیسی کیسی اذیتوں سے انہیں دوچار ہونا پڑتا ہے؟ وہ ناقابل بیان ہے' اسلام نے ہر فرد کے دل میں اس بات کا ڈر پیدا کیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے ماتحت پر زیادتی کرے گا تو اس کو اس کا بدلہ آخرت میں دینا ہوگا۔

ایک صحابی حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا' اسی دوران میں نے اپنے پیچھے یہ آواز سنی کہ ”اعلم ابا مسعود“ (ابومسعود خبردار) مگر میں غصہ کی شدت کی وجہ سے یہ نہیں سمجھ سکا کہ آواز دینے والا کون ہے' پھر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے قریب آگئے تو مجھے احساس ہوا کہ آپ ہی مجھے آواز دے رہے تھے' چنانچہ آپ کی ہیبت سے میرے ہاتھ سے کوڑا گر گیا' تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ابو مسعود! اچھی طرح جان لو کہ جتنا تم اپنے اس غلام کو مارنے پر قادر ہو اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دینے پر قادر ہے' حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے فوراً عرض کیا کہ حضرت! میں اب کبھی کسی غلام کو نہ ماروں گا۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ آپ نے اسے فوراً آزاد کردیا' تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر تم ایسا نہ کرتے تو جہنم کی آگ تم کو جھلسا دیتی۔

(مسلم شریف، ج:۲،ص:۵۱)

اس روایت سے بھی اسلام کی انسانیت نواز تعلیمات کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

بڑوں کی عزت' چھوٹوں پر شفقت:

اسلام نے انسانیت نوازی کا عظیم الشان مظاہرہ کرتے ہوئے اہل ایمان کو بڑی عمر کے افراد کی عزت کرنے اور چھوٹوں پر شفقت کرنے کی تعلیم دی ہے' اور اس میں بھی رشتہ داری یا رنگ ونسل کی کوئی تفریق نہیں ہے' جو شخص بھی بڑی عمر کا ہو وہ اپنی عمر کے اعتبار سے عزت واحترام کا مستحق ہوتا ہے' اسی طرح بچہ خواہ کسی کا ہو' وہ اپنے بچپن کے اعتبار سے شفقت کا مستحق ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”وہ شخص ہم میں سے نہیں جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے' اور ہمارے بڑوں کی عزت نہ کرے' اور جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرے۔“

(ترمذی شریف، ج:۲،ص:۲۲۳)

ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو نوجوان شخص کسی بوڑھے کی اس کے بڑھاپے کی بنا پر تکریم کرے تو اللہ تعالیٰ اس نوجوان کے بوڑھے ہونے پر اس کے ساتھ بھی ایسے ہی اکرام کرنے والے کو مقرر فرمائے گا۔

(مشکوٰۃ شریف، ج:۲،ص:۴۲۳)

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ بات بھی اللہ کی عظمت میں شامل ہے کہ آدمی کسی بوڑھے مسلمان کی (اس کے بڑھاپے کی بنا پر) عزت کرے۔(مشکوٰۃ شریف، ج:۲،ص:۴۲۳)

اسی طرح بچوں کے ساتھ مشفقانہ برتاؤ اسلام کی اہم تعلیم ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینہ کے بچے لائے جاتے تو آپ ہر ایک کے ساتھ انتہائی شفقت کا معاملہ فرماتے' ان کو اپنی گود میں بٹھاتے اور ان کے سروں پر شفقت کا ہاتھ رکھتے تاآنکہ ان بچوں کے دلوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ومحبت جاگزیں ہوجاتی تھی۔

اسلام میں عورتوں کا مرتبہ:

مذہب اسلام میں صنف نازک یعنی خواتین کو ان کا حقیقی اور واقعی مرتبہ عطا کرنے پر بھی بھرپور توجہ دی گئی ہے۔ اسلام کی آمد سے قبل دنیا میں عورتوں کا بدترین استحصال عام تھا۔ دنیا کے کسی بھی مذہب اور قوم میں عورتوں کو واقعی حقوق حاصل نہیں تھے' ہر جگہ عورت کو محض ایک باندی اور مرد کی تسکین قلب کا ذریعہ سمجھ کر معاملہ کیا جاتا تھا' حتیٰ کہ بہت سے شقی القلب افراد رشتۂ دامادی سے بچنے کے لئے اپنی معصوم بچیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ درگور کردیا کرتے تھے' ایسے سنگین ظالمانہ ماحول میں اسلام نے عورت کو عزت دینے کا نعرہ بلند کیا' اور ثابت کیا کہ عورت اور مرد دونوں کی پیدائش کا تسلسل ایک ہی ذات حضرت آدم علیہ السلام تک جا پہنچتا ہے' لہٰذا ان دونوں اصناف میں ظالمانہ تفریق کی کوئی گنجائش نہیں بلکہ

اخلاقی اور سماجی اعتبار سے دونوں کے حقوق اور ذمہ داریاں متعین ہیں اور ہر صنف کو اپنے حقوق کے مطالبہ اور اپنی ذمہ داریاں بجالانے کا حق حاصل ہے۔اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا:

’’اور عورتوں کا بھی حق ہے دستور کے موافق اور مردوں کو عورتوں پر فضیلت ہے۔‘‘

مردوں کو عورتوں پر ایک گونہ فضیلت صرف دنیوی نظام کی بقاء کے لئے ہے۔ورنہ اللہ کی نظر میں محض کسی شخص کا مرد ہونا نہ تو قبولیت کی دلیل ہے اور نہ عورت کا عورت ہونا اس کی مقبولیت میں رکاوٹ ہے‘ بلکہ اللہ کے یہاں اصل معیار اس کے احکامات کی بجا آوری ہے‘ لیکن چونکہ مرد وعورت کی ساخت اور جسمانی بناوٹ میں قدرتی فرق ہے‘اس لئے اسلام نے دونوں کی ذمہ داریاں الگ الگ متعین کردی ہیں‘ مساوات کا نعرہ لگا کر ان فطری ذمہ داریوں کو خلط ملط کیا جائے گا تو انسانیت مجروح ہوجائے گی اور نظام کائنات ’’غتر بود‘‘ ہوجائے گا‘ اسلام نے عورت کے نان نفقہ کی مکمل ذمہ داری اس کے نگران مردوں پر رکھی ہے‘ شادی سے قبل باپ یا دیگر رشتہ داروں پر اور شادی کے بعد شوہر پر اس کے خرچ کی ذمہ داری ہے۔لہٰذا اس سہولت سے فائدہ نہ اٹھا کر عورت کو کمانے پر مجبور کرنا اسلام کی نظر میں انسانیت پر ظلم ہے‘ جس سے بچنا لازم ہے‘ اسلام کی نگاہ میں عورت کی عفت وعصمت اس کے لئے سب سے زیادہ قیمتی اور عزت کی چیز ہے۔اگر عورت کی عفت داغ دار ہوجائے تو اس کے مفاسد اتنے خطرناک ہوتے ہیں جن کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔اس لئے اسلام نے انسانیت کی بقا اور تحفظ کے لئے عورت کی عفت وعصمت کو مکمل طور پر تحفظ فراہم کرنے کی تعلیمات اپنے ماننے والوں کو دی ہیں۔عورتوں کو نکاح اور پردہ کا پابند بنانا‘ ان کو محصور اور مقید کرنے یا انہیں حقوق سے محروم کرنے کے لئے ہرگز نہیں ہے‘ بلکہ یہ حکم عورت کی سب سے بڑی دولت عفت وعصمت کی حفاظت کے لئے ہے۔ اسلام عورت کی نازک اور گراں قدر عزت وحرمت کو خیانت والی دزدیدہ نگاہوں سے محفوظ رکھنا چاہتا ہے تاکہ عورت کی تابناکی میں بال برابر فرق نہ آئے اور یہ صنف نازک مکمل سکون‘ پاکیزگی اور پاک بازی کے ساتھ دنیا میں زندگی گزارتی رہے۔

مغرب میں عورتوں کے حقوق کی پامالی:

ایک طرف عورتوں کے متعلق اسلام کی پرسکون اور عزت بخش تعلیمات ہیں جن سے صرف نظر کرکے آج مغربی دنیا اسلام کو عورت کے حقوق کی پامالی کا مرتکب مذہب بتانے کا پروپیگنڈا کررہی ہے اور دوسری طرف آج کے مغربیت زدہ معاشرہ میں عورت کی جو درگت بنائی جارہی ہے‘اس پر انسانیت کا سر شرم سے جھک گیا ہے۔ آج مغرب میں عورتیں ہوس پرست مردوں کی طرف سے بدترین قسم کی زیادتیوں اور استحصال کا شکار ہیں‘ حد تو یہ ہے کہ وہ ممالک جہاں آزاد جنسی تعلق کی کوئی ممانعت نہیں ہے وہاں بھی ایک دن میں سینکڑوں اور ہزاروں واقعات زنا بالجبر کے پیش آتے ہیں‘ خاندانی رشتے مٹ چکے ہیں‘ ہوس پرستی میں انسانوں اور جانوروں میں کوئی فرق نہیں رہا ہے۔عورت کو کمائی کی مشین اور محض مرد کی خدمت گار کے طور پر استعمال کیا جارہا ہے۔حقیقت یہ ہے کہ اس وقت مغرب کی عورتیں نہایت قابل رحم ہیں جو مساوات کے خوشنما نعرے کے اندھیرے میں بے حیا‘ ہوس پرستوں کے ظلم وستم کا تختۂ مشق بن رہی ہیں۔ انہیں سکون وعافیت صرف اور صرف اسلامی تعلیمات کے دامن ہی میں میسر آسکتا ہے۔اسلام عورتوں کی تعلیم وترقی کا ہرگز مخالف نہیں‘ اور نہ عورتوں کی آزادی پر پابندی لگانا چاہتا ہے‘ عورت اپنے معاملات میں‘ تصرفات میں اور کردار میں یقیناً آزاد ہے لیکن وہ حرکتیں جن سے عورتوں کی انسانی عزت اور عفت داغ دار ہوجائے‘ اسلام ایسی کسی بھی حرکت کو عورت کے لئے جائز قرار نہیں دیتا‘ تاکہ اس کی انسانی شرافت وعظمت محفوظ رہے۔

☆☆..........☆☆

مولانا عبدالغفور لاہوریؒ کی وفات

مولانا عبدالغفورؒ فاضل جامعہ باب العلوم کہروڑپکا، جیا موسیٰ لاہور کے رہنے والے تھے۔فراغت کے بعد اسکول کی ملازمت اختیار کرلی۔ بایں ہمہ ٹوپی، تسبیح، پگڑی میں فرق نہ آیا۔ ہمارے تعلیم کے زمانے میں چھوٹی کتابوں کے طالب علم تھے۔غالباً ۱۴۰۰ھ میں دورۂ حدیث شریف کیا۔راقم سال میں دو تین مرتبہ جیا موسیٰ لاہور کی محمدیہ مسجد میں بیان کے لئے جاتا تو مسجد میں ملاقات ہوجاتی۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ساتھ عملی کے بجائے نظریاتی تعلق زیادہ رہا۔وقتاً فوقتاً مجلس کے پروگراموں میں شرکت فرماتے رہتے۔

استاذیم شیخ الحدیث مولانا منیر احمد منور دامت برکاتہم نے ایک ملاقات میں فرمایا کہ موصوف کیم صفر المظفر ۱۴۳۸ھ مطابق ۲ نومبر کو رحلت فرماگئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔استاذ محترم فرمانے لگے کہ باب العلوم کے اساتذہ کرام نے وفد کی صورت میں جنازہ میں شرکت فرمائی۔ اللہ تعالیٰ موصوف کی خطاؤں اور لغزشوں سے درگزر فرماکر انہیں جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائیں۔ آمین۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

امامُ الانبیا حضرت محمد مصطفیٰ، احمد مجتبیٰ ﷺ

کی سیرتِ طیبہ پر ایک اجمالی نظر

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

گزشتہ سے پیوستہ

غزوۂ حنین:

فتح مکہ کے بعد غزوۂ حنین ہوا، قبلہ ثقیف و ہوازن کے لوگ مقابلہ کی تیاری کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع ملی تو بارہ ہزار کا لشکر ان کے مقابلہ میں لے کر نکلے بعض مسلمانوں کو خیال ہوا کہ اتنا بڑا لشکر کیسے مغلوب ہوسکتا ہے؟ مگر دشمن نے تیروں کی بارش شروع کی تو مسلمانوں کے قدم اُکھڑ گئے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چند صحابہؓ کے ساتھ جمے رہے، پھر مسلمانوں نے پلٹ کر حملہ کیا، دشمن کو شکست ہوئی، کچھ مارے گئے، کچھ بھاگ گئے، ان کی عورتیں اور بچے قیدی بنے، تمام مال مویشی پر مسلمانوں کا قبضہ ہوا، جو بھاگ نکلے تھے وہ طائف جا کر قلعہ بند ہوگئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انیس دن تک طائف کا محاصرہ کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم جعرانہ واپس ہوئے، جنگ حنین کے قیدی یہیں تھے، اتنے میں قبیلہ ہوازن مسلمان ہوکر حاضر خدمت ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قیدی واپس کردیئے۔ جعرانہ سے عمرے کا احرام باندھا اور راتوں رات عمرہ ادا کرکے مدینہ طیبہ روانہ ہوگئے۔

سن ۹ ہجری:

اس سال غزوۂ تبوک ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رومیوں کی تیاری کی اطلاع ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیس ہزار کا لشکر لے کر روم کی سرحد پر مقام تبوک پہنچ گئے، لیکن رومی مقابلہ کے لئے نہیں آئے، اُئیلہ کے سردار اور دوسرے قبائل نے جزیہ پر صلح کرلی۔ اسی سال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو ’’امیر حج‘‘ بنا کر بھیجا۔ یوم النحر میں اعلان کیا گیا کہ آئندہ کوئی مشرک حج کرنے نہیں آئے گا، نہ برہنہ طواف کرے گا۔ اسی سال مختلف علاقوں کے وفود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور لوگ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہونے لگے۔

سن ۱۰ ہجری:

اس سال حضرت علی رضی اللہ عنہ کی امارت میں ایک دستہ بنی مذحج کے مقابلہ میں بھیجا، ان کے بیس آدمی مارے گئے، باقی مسلمان ہوئے۔ اسی سال حضرت معاذ بن جبل اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہما کو تعلیم وتبلیغ کے لئے یمن بھیجا۔ اس سال کا اہم ترین واقعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا آخری حج ہے، جسے حجۃ الوداع، حجۃ البلاغ، حجۃ الکمال، حجۃ التمام، حجۃ الاسلام کہا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات اور منیٰ کے خطبوں میں دین کے بنیادی اُصولوں کی تعلیم فرمائی۔

بنیادی اُصولوں کی تعلیم:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی حاکم وقت اور قاضی کے لئے نمونہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی پورے عالم کے لئے نمونہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک مسلمان حاکم کے لئے بھی اُسوۂ حسنہ ہے کیوں کہ آپ ایک اسلامی مملکت کے ایک عادل سربراہ بھی تھے اور آپ نے اس مملکت کو نہایت کامیابی کے ساتھ چلایا۔

آپ کی سیرت ایک قاضی اور جج کے لئے بھی بہترین نمونہ ہے کیوں کہ آپ ایک عادل اور منصف قاضی بھی تھے اور آپ نے قضاء اور عدل وانصاف کے وہ اُصول بیان فرمائے جن سے انسانیت قیامت تک مستغنی نہیں ہوسکتی۔ آپ ہی کا فرمان ہے:

’’بخدا! اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیٹی فاطمہ بنت محمد بھی چوری کا ارتکاب کرتی تو میں اس کا ہاتھ بھی کاٹ دیتا۔‘‘

اور آپ ہی کا فرمان ہے:

’’اگر لوگوں کو صرف ان کے دعوے اور مطالبہ پر ان کا مطلوب دے دیا جائے تو کچھ لوگ دوسروں کے خون اور مالوں کا دعویٰ شروع کردیں گے لیکن مدعی کے ذمہ ثبوت ہے اور مدعا علیہ پر قسم ہے۔‘‘

آپ ﷺ کی زندگی فوجی جرنیل کے لئے نمونہ:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ایک فوجی جرنیل اور بہادر سپاہی کے لئے بھی اُسوۂ حسنہ ہے کیوں کہ آپ میں ایک فوجی قائد کی شجاعت، تدبر اور شفقت جیسی اعلیٰ صفات موجود تھیں۔

آپ ﷺ کی بہادری اور شجاعت:

بہادری اور شجاعت ایسی کہ غزوۂ حنین میں

جب دشمنوں نے تیروں کی بارش برسادی تو بہتوں کے قدم اُکھڑ گئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے جانثاروں کے ساتھ بجائے پیچھے ہٹنے کے آگے بڑھ رہے تھے اور فرمارہے تھے: "انا النبی لا کذب، انا ابن عبد المطلب"... "میں سچا نبی ہوں، میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں..."

ایک بار اہل مدینہ کو یہ خطرہ لاحق ہوا کہ کوئی دشمن حملہ کرنے والا ہے، گھبرا کر باہر نکلے تاکہ معلومات حاصل کریں، کیا دیکھتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تن تنہا ایک گھوڑے کی ننگی پیٹھ پر سوار باہر سے واپس تشریف لارہے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ گھبراؤ نہیں! میں سب دیکھ کر آگیا ہوں، کوئی خطرہ نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کے ہر فرد کو ایک مجاہد اور مضبوط انسان دیکھنا چاہتے تھے، آپ ہی کا ارشاد ہے:

"ایک قوی مومن اللہ کے ہاں زیادہ بہتر اور پیارا ہے کمزور مومن کے مقابلے میں اور دونوں میں خیر موجود ہے۔"

سنت مشورہ:

آپ غزوات میں تجربہ کار صحابہ رضی اللہ عنہم سے مشورہ بھی فرماتے تھے اور اس پر عمل بھی فرماتے، جیسا کہ غزوۂ بدر اور غزوۂ خندق کے واقعات اس پر شاہد ہیں۔

آپ ﷺ کی رحم دلی اور عدل و انصاف:

اس شجاعت کے ساتھ رحم دلی اور عدل و انصاف کا یہ عالم ہے کہ جب کسی لشکر اور فوج کو روانہ فرماتے تو انہیں اس بات کی تاکید فرماتے کہ کسی عورت، بچے، بوڑھے اور عبادت میں مشغول انسان کو ہرگز قتل نہ کیا جائے۔

آپ ﷺ کا صبر و تحمل:

صبر و تحمل میں آپ سب کے امام ہیں، ایک اعرابی آتا ہے اور آپ کی چادر کو اتنا زور سے کھینچتا ہے کہ گردن مبارک پر نشانات پڑ جاتے ہیں اور وہ کہہ رہا ہے کہ مجھے اللہ کے مال میں سے دیجیے۔ آپ مسکرارہے ہیں اور حکم فرماتے ہیں کہ اس کو اتنا مال دے دیا جائے۔

آپ ﷺ استقامت کے پہاڑ:

حق پر صبر و استقامت کی آپ نے وہ مثال قائم فرمائی جس کی نظیر تاریخ انسانیت پیش کرنے سے قاصر ہے، آپ کے مخالفین نے آپ کو مال و دولت، خوب صورت عورت اور دنیا کے جاہ و جلال کی لالچ دی، تاکہ آپ دعوتِ حق کو ترک کردیں لیکن ان میں سے کوئی چیز بھی آپ کو ذرہ برابر متاثر نہ کرسکی اور آپ نے ان کو ان تاریخی کلمات سے جواب دیا جو اہل حق کے لئے ہمیشہ مشعل راہ رہیں گے، آپ نے فرمایا:

"قسم بخدا! اگر یہ لوگ سورج کو میرے داہنے ہاتھ پر رکھ دیں اور چاند کو بائیں ہاتھ پر رکھ دیں تاکہ میں اپنی اس دعوتِ حق کو چھوڑ دوں تو میں ہرگز اسے نہیں چھوڑوں گا جب تک کہ اللہ اسے غالب نہ کردے یا اسی میں میری موت آجائے۔"

آپ ﷺ کا عفو و کرم:

عفو و کرم میں اگر دیکھا جائے تو آپ کا کوئی ثانی نہیں ملے گا، فتح مکہ کی مثال جو اوپر گزری، ایسی ہے کہ اس کی کوئی نظیر پیش نہیں کی جاسکتی۔ خود آپ کا ارشاد ہے:

"جو تجھ سے قطع رحمی کرے تو اس کے ساتھ صلہ رحمی کر، جو تجھے نہ دے تو اسے دے، جو تجھ پر ظلم کرے تو اسے معاف کردے اور جو تجھ سے برا سلوک کرے تو اس کے ساتھ اچھا سلوک کر۔"

آپ ﷺ کی سخاوت:

جود و سخا میں بھی آپ سب سے آگے ہیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے زیادہ سخی تھے اور رمضان المبارک میں تو آپ کی جود و سخا کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا تھا۔"

اُونچے اخلاق:

اخلاق میں آپ اتنے اُونچے مقام پر تھے کہ خود باری تعالیٰ نے آپ کی اس صفت کو خصوصیت سے ذکر کیا: "اور یقیناً آپ بڑے بلند خلق پر قائم ہیں"۔

بہترین شوہر، مشفق باپ اور وفادار دوست:

اسی طرح آپ ایک بہترین شوہر، مشفق باپ اور وفادار دوست بھی تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کا نمونہ پیش فرما کر اُمت کو بتادیا کہ ایک مسلمان شوہر کیسا ہونا چاہیے، ایک باپ کیسا ہو اور ایک دوست کیسا ہو؟

آپ ﷺ ایک کامیاب معلم اور مربی:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک امتیازی صفت معلم اور مربی کی ہے۔ آپ کامل معلم، استاذ اور ایک عظیم مربی تھے، اس لئے تعلیم کے میدان میں کام کرنے والے اور جن حضرات پر نئی نسل کی تربیت کی ذمہ داری ہے سب کے لئے آپ اُسوۂ حسنہ ہیں۔

سن ۱۱ ہجری: آپ ﷺ کا وصال:

سن ۱۱ ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے رُومیوں کے مقابلہ میں "اُسامہؓ کا لشکر" تیار فرمایا، مگر لشکر کی روانگی سے قبل ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طبیعت ناساز ہوگئی۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرضِ وفات تھا، اس دوران آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر رہے، نماز کی امامت کے لئے اپنی جگہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مقرر فرمایا۔ دوشنبہ بارہ ربیع الاول کو ۶۳ سال کی عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا۔ جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت اللہ کے بندوں

کو پہنچا چکے تھے اور دعوت وہدایت کا کام پورا ہو چکا تھا۔ چہار شنبہ کی رات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا گیا، تین کپڑوں میں کفن دیا گیا اور مسلمانوں نے غم زدہ دلوں کے ساتھ فرداً فرداً نماز جنازہ پڑھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا وہی حجرہ آپ کی آخری آرام گاہ بنی۔

صلی اللّٰہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا۔

اولاد:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تین صاحبزادے تھے: قاسمؓ، عبداللہؓ، ابراہیمؓ۔ سب کا بچپن میں ہی انتقال ہوا۔

چار صاحبزادیاں تھیں: زینبؓ، رقیہؓ، اُمّ کلثومؓ اور خاتون جنت فاطمۃ الزہراؓ۔

ازواج مطہرات:

خدیجۃ الکبریٰؓ، عائشہ صدیقہؓ، حفصہؓ، اُمّ سلمہؓ، سودہؓ، زینب بنت جحشؓ، میمونہؓ، زینب بنت خزیمہؓ، جویریہؓ، صفیہؓ، اُمّ حبیبہؓ۔

حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ اور زینب بنت خزیمہؓ کی وفات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں ہوئی۔ باقی نو (۹) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے وقت موجود تھیں۔ (رضی اللّٰہ عنہن)

حسن وجمال:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن و جمال کے بیان سے تو قلم وقرطاس قاصر ہیں۔ تاہم دو شعر قارئین کی تشنگی شوق کی تسکین کے لئے حاضر ہیں:

واحسن منک لم ترقط عینی
واجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبرأ من کل عیب
کانک قد خلقت کما تشاء

ترجمہ: آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ حسین میری آنکھوں نے نہیں دیکھا۔
اور آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ جمیل کسی ماں نے کوئی بچہ نہیں جنا۔
آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہر عیب سے فطرتاً پاک وصاف پیدا ہوئے۔
گویا جیسا آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) چاہتے تھے ویسے ہی پیدا ہوئے۔

☆☆............☆☆

عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس چناب نگر کی کامیابی پر

تشکر وامتنان اور قائدین پر بھرپور اعتماد

ویں سالانہ ختم نبوت کانفرنس چناب نگر میں 28,27/ اکتوبر 2016ء کو شایان شان طریقہ سے منعقد کی گئی۔ امسال شریک ہونے کی خوشی دوگنی تھی کیونکہ اس دفعہ کانفرنس کے موقع پر ہونے والے اجلاس عمومی میں بندہ ناچیز کو بھی شامل ہونے کی سعادت حاصل ہونے والی تھی، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سیالکوٹ نے حضرات علماء کے لیے کچھ تحائف تیار کئے تھے، 27/ اکتوبر کو بزرگوں سے ملاقاتوں کا سلسلہ بھی رہا اور ان کو تحائف دے کر ڈھیروں دعائیں سمیٹیں، ختم نبوت کے اسٹیج پر بیٹھ کر اللہ تعالیٰ کے شیروں کو گرجتے ہوئے بھی دیکھا۔

28/ اکتوبر بروز جمعۃ المبارک اجلاس عمومی میں شرکت کا موقع ملا۔ تلاوت قرآن مجید سے اجلاس کا آغاز ہوا، ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری صاحب نے مولانا صاحبزادہ عزیز احمد، مولانا صاحبزادہ خلیل احمد، مفتی شہاب الدین پوپلزئی اور دوسرے بزرگوں کی موجودگی میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی مختصر مگر جامع کارگزاری پیش کی، ناظم اعلیٰ صاحب اکابرین ختم نبوت کی محنتوں اور قربانیوں کو بیان کرتے ہوئے آبدیدہ ہو گئے، پورا مجمع آنکھوں سے برستے آنسوؤں سے اکابرین کو خراج تحسین پیش کر رہا تھا۔ بندۂ ناچیز بزرگوں کو دیکھ کر سوچ رہا تھا کہ ایسا ہی منظر ہوگا، جب امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو امیر اول چنا گیا ہوگا، وہ منظر بھی کیا ہوگا جب شیخ بنوریؒ، حضرت خواجہ خواجگانؒ، مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ کو امیر چنا گیا ہوگا، بلکہ وہ بھی منظر قابل دید تو ہوگا جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرات صحابہ کو سامنے بٹھا کر یمامہ کی جنگ کے لئے سپہ سالاروں کو منتخب کیا ہوگا، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ کے لگائے ہوئے پودے کو دیکھ رہا تھا کہ جس کی شاخیں مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ، مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا پیر مہر علی شاہ ”، امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا مفتی محمد شفیعؒ، مولانا مفتی محمودؒ اور دوسرے بزرگ بھی ہوں گے، اسی تناور درخت کی ان شاخوں پر لگے ہوئے پھل میرے سامنے تھے، کوئی صاحبزادہ عزیز احمد، صاحبزادہ خلیل احمد، مفتی شہاب الدین پوپلزئی کی صورت میں نظر آرہا تھا تو کوئی حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری، حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی، حضرت مولانا اللہ وسایا، حضرت مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور دوسرے بزرگوں کی صورتوں میں نظر آرہا تھا۔ اجلاس میں عظیم الشان کانفرنس کی کامیابی وکامرانی پر اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا گیا۔ آخر میں مرکزی نائب امرا کا مبارک انتخاب اور ان پر بھرپور اعتماد کا اظہار کیا گیا۔ اجلاس کا اختتام صاحبزادہ حضرت مولانا خواجہ خلیل احمد کی پرسوز اور رقت آمیز دعا سے ہوا۔

رپورٹ: اویس احمد فاروقی، سیالکوٹ

معتمد اور غیر معتمد تفاسیر

آج کل جدیدیت کا دور ہے، عصری اداروں کا پروردہ ہر چیز میں جدت کا متقاضی ہے، اس چیز کو دیکھتے ہوئے کئی ایک ملحدین اور متجددین نے تفسیر بالرائے کو اپنا وطیرہ بنایا اور وہ تفسیریں عصری علوم کے حاملین وطالبین کے نظر میں پسندیدگی کی سند لینے لگی، جس سے سادہ لوح مسلمان بھی ان کے دام تزویر میں آنے لگے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت مولانا فضل محمد صاحب (استاذ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی) نے ان تمام ملحدین اور متجددین کی تفسیروں کو سامنے رکھ کر قرآن وسنت کی نصوص، صحابہ کرامؓ کے اقوال اور ائمہ مجتہدین کی تصریحات کی روشنی میں ان کے ابطال اور ان کی تفسیر بالرائے کے نقصانات کو واضح فرمایا۔ چونکہ یہ مضمون اپنے موضوع کی بناء پر طویل ہو گیا تو انہوں نے اس کا نام ”معتمد اور غیر معتمد تفاسیر“ رکھ کر اسے کتابی شکل میں شائع کردیا۔ افادۂ عام کی غرض سے اس مضمون کو قسط وار ہفت روزہ ”ختم نبوت“ میں شائع کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

(۲) حضرت مولانا فضل محمد یوسف زئی مدظلہ

علمائے اسلام اور اہل ایمان اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ قرآن عظیم اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کی ہدایت کے لیے ایک بڑی رحمت اور بڑی ہدایت ہے، قرآن عظیم کے الفاظ کی تلاوت سے انسان کو بے پایاں ثواب ملتا ہے اور اس کے معانی اور ترجمہ اور مفہوم سمجھنے سے انسان کو رہنمائی اور ہدایت ملتی ہے۔ لہٰذا کسی صحیح عقیدہ تک رسائی حاصل کرنے کے لیے قرآن عظیم کا ترجمہ وتفسیر انتہائی اہم چیز ہے۔ اہل اسلام کے علماء نے اپنے اپنے زمانے میں عوام کی ہدایت کے لیے قرآن عظیم کے تراجم وتفاسیر کا بڑا اہتمام کیا ہے اور آج تک الحمدللہ! یہ عظیم کام جاری ہے۔ سب سے پہلے قرآن عظیم کی تفسیر عربی زبان میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے لکھی ہے، اسی لیے ان کے القاب میں سے ایک لقب ”ترجمان القرآن“ ہے اور دوسرا لقب ”حَبْرُ الْاُمَّةِ“ ہے۔

پھر علماء کرام کے درمیان یہ بات محل بحث رہی ہے کہ آیا کسی عجمی زبان میں قرآن کا ترجمہ کرنا جائز ہے یا نہیں ہے؟ کچھ علماء عدم جواز کے قائل تھے کہ قرآن عظیم کی فصاحت وبلاغت کا حق کسی اور زبان میں ادا نہیں ہوسکتا ہے، لیکن جمہور علماء نے فیصلہ صادر فرمایا کہ انسانوں کی ہدایت کے پیش نظر قرآن عظیم کا ترجمہ وتفسیر کسی بھی زبان میں کرنا صرف جائز نہیں بلکہ ضروری ہے۔ چنانچہ علماء نے یہ بات بھی بتائی ہے کہ شاید بابا سعدیؒ نے سب سے پہلے فارسی میں قرآن عظیم کا ترجمہ کیا ہے، واللہ اعلم! شاہ ولی اللہؒ نے فارسی میں ترجمہ بھی کیا ہے اور ”فتح الرحمٰن“ کے نام سے مختصر تفسیر بھی لکھی ہے۔ پھر برصغیر میں سب سے پہلے قرآن عظیم کا اردو ترجمہ شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے بیٹے شاہ عبدالقادرؒ نے کیا ہے اور ”موضح القرآن“ کے نام سے مختصر مگر جامع تفسیر بھی شاہ ولی اللہ کے بیٹے شاہ عبدالقادر نے لکھی ہے، کہتے ہیں کہ یہ الہامی ترجمہ وتفسیر ہے۔ بارہ سال تک شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ نے ایک پتھر پر بیٹھ کر قرآن کی یہ خدمت سرانجام دی ہے۔ میں نے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع دیوبندی رحمہ اللہ سے ایک بیان میں خود یہ بات سنی ہے کہ اس پتھر پر زیادہ استعمال کی وجہ سے گڑھا پڑ گیا تھا۔ اگر برصغیر میں شاہ عبدالقادر صاحب رحمہ اللہ اردو زبان میں قرآن کا ترجمہ نہ کرتے تو شاید بعد میں کسی کو ترجمہ کی توفیق نہ ہوتی۔

بہر حال! اللہ تعالیٰ نے علمائے اسلام کو قرآن عظیم کی اس خدمت کا بڑا موقع فراہم کیا ہے، چنانچہ امت کے علمائے قرآن عظیم کی ہزاروں تفاسیر لکھ کر قرآن عظیم سے اپنی والہانہ محبت کا اظہار کیا ہے۔ آسمان کے نیچے دنیا میں ایسی کوئی کتاب نہیں ہے جس کی اتنی شروحات وتفاسیر لکھی گئی ہوں اور روز مرہ وہ کتاب اس طرح بڑے پیمانے پر پڑھی جارہی ہو اور اس کتاب کی اتنی تلاوت ہورہی ہو، یہ اللہ تعالیٰ کی اس کتاب کا زندہ معجزہ ہے جو ہر انسان دیکھ سکتا ہے۔ نیز اگر کوئی شخص اس کتاب کی دس ہزار مرتبہ اول سے آخر تک تلاوت کرے وہ دس ہزار مرتبہ تلاوت کے بعد بھی اس کتاب کی تلاوت میں مزید لطف محسوس کرتا ہے، بجائے اُکتا جانے کے مزید شوق وذوق بڑھ جاتا ہے۔ شاعر نے سچ کہا ہے:

وَخَيْرُ جَلِيْسٍ لَايُمَلُّ حَدِيْثُهُ
وَتَرْدَادُهُ تَزْدَادُ فِيْهِ تَجَمُّلاً

اب میں ان چند تفاسیر کا نام لکھنا چاہتا ہوں جو اہل حق نے لکھی ہیں لیکن پہلے میں طبقات المفسرین کے دس طبقات کو بیان کرنا چاہتا ہوں۔

مفسرین کا پہلا طبقہ:

اسلام میں مفسرین کا پہلا طبقہ صحابہ کرام کا طبقہ ہے، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست تفسیر کی احادیث سن لیں اور پھر امت تک پہنچادیں، چنانچہ طبقۂ صحابہ میں دس صحابہ کرام تفسیر میں زیادہ مشہور تھے جن کے نام یہ ہیں:

حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی المرتضیٰ، حضرت ابن عباس، حضرت عبداللہ ابن مسعود، حضرت ابی بن

کعب، حضرت زید بن ثابت، حضرت عبداللہ بن الزبیر اور حضرت ابودرداء، رضی اللہ عنھم اجمعین۔

طبقۂ صحابہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے تفسیر میں خاص شاگرد حضرت ابن عباسؓ ہیں جنہوں نے تفسیر ابن عباس کے نام سے اسلام میں پہلی تفسیر لکھی ہے جو آج تک متداول اور مشہور ہے۔

مفسرین کا دوسرا طبقہ:

اس دوسرے طبقے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کا مشہور طبقہ ہے جو تابعین کا طبقہ کہلاتا ہے، جن میں چیدہ چیدہ اشخاص کے نام یہ ہیں:

(۱) حضرت مجاہد بن جبر متوفی ۱۰۲ھ، (۲) طاؤس بن کیسان متوفی ۱۰۶ھ، (۳) زید بن اسلم متوفی ۱۳۶ھ، (۴) ملیکہ بن ابی رباح (۵) سعید بن جبیر، (۶) عکرمہ۔ اسی طبقہ میں حسن بصری اور محمد بن سیرین، ابوالعالیہ ضحاک بن مزاحم اور سُدی الکبیر رحمہم اللہ تعالیٰ مشہور ہیں اگرچہ ان میں بعض کی سند ابن عباس سے منقطع ہے۔

مفسرین کا تیسرا طبقہ:

اس تیسرے طبقے میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں جن میں علقمہ بن قیس متوفی ۶۲ھ، زید بن قیس، ابراہیم نخعی، زر بن حُبیش اور اسود سر فہرست ہیں۔ اس طبقہ میں سفیان بن عیینہ، شعبہ بن الحجاج، یزید بن ہارون اور وکیع بن الجراح رحمہم اللہ بھی شامل ہیں۔

مفسرین کا چوتھا طبقہ:

اس چوتھے طبقے میں محمد بن جریر طبری، ابوالقاسم انماطی، عبدالرحمٰن ابن ابی حاتم اور ابن حبان رحمہم اللہ سر فہرست ہیں۔ اس طبقہ میں دیگر مفسرین کے نام بھی ہیں لیکن ان کی تفاسیر رطب و یابس سے خالی نہیں ہیں۔

مفسرین کا پانچواں طبقہ:

اس طبقہ میں محمد بن حُصین نیشاپوری، ابواسحاق احمد بن ثعلبی نیشاپوری، ابومحمد عبداللہ جوینی، ابوالحسن واحدی نیشاپوری رحمہم اللہ شامل ہیں۔ ان حضرات کی بعض تفاسیر بھی رطب و یابس سے خالی نہیں ہیں

مفسرین کا چھٹا طبقہ:

چھٹا طبقہ متاخرین مفسرین کا ہے جو چھٹی صدی میں گزرے ہیں، جن میں ابوالقاسم اسماعیل بن محمد اصفہانی، امام راغب اصفہانی، ابوحامد محمد بن محمد غزالی، محمد بن عمر جاراللہ زمخشری اور حسین بغوی رحمہم اللہ تعالیٰ سر فہرست ہیں۔ ان حضرات کے علاوہ بھی بہت مفسرین اس طبقہ میں گزرے ہیں۔ ان مفسرین نے اپنے اپنے علمی ذوق پر ترجیحی بنیادوں پر تفاسیر لکھی ہیں، کسی پر احادیث کا رنگ غالب تھا، کسی پر فقہ کا رنگ غالب تھا، کسی پر علم کلام کا رنگ غالب تھا، کسی نے منطق میں شوق ظاہر کیا تو کسی نے فلسفہ کو اپنایا اور کسی نے تصوف کی روشنی میں تفسیر لکھ ڈالی۔

مفسرین کا ساتواں طبقہ:

اس طبقہ میں محمد بن فخر الدین رازی صاحب تفسیر الکبیر، محمد بن احمد قرطبی، موفق الدین احمد بن یوسف موصلی صاحب تفسیر الکواشی، قاضی ناصر الدین عبداللہ بن عمر و بیضاوی سر فہرست ہیں۔ دیگر مفسرین بھی ہیں۔

مفسرین کا آٹھواں طبقہ:

اس طبقہ میں ابوالبرکات عبداللہ بن احمد بن محمود نسفی صاحب مدارک ہیں، ابوالفدا عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر قرشی صاحب ''تفسیر ابن کثیر'' ہیں، عبدالواحد بن منیر اور قطب الدین بن محمود بن مسعود شیرازی صاحب تفسیر ''فتح المنان''، شرف الدین حسن بن محمد طیبی صاحب تفسیر ''فتوح الغیب عن قناع الریب'' ہیں۔ مذکورہ حضرات اس طبقہ کے مشہور مفسرین ہیں۔

مفسرین کا نواں طبقہ:

نویں صدی کے مفسرین میں جلال الدین محمد بن احمد محلی اور جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی ہیں، ان کی تفسیر ''جلالین'' کے نام سے مشہور ہے۔ شیخ علی بن احمد مہائمی رحمہ اللہ صاحب ''تفسیر مہائمی'' ہیں، ملک العلماء شہاب الدین دولت آبادیؒ صاحب ''بحر مواج'' علامہ سعد الدین تفتازانی صاحب ''کشف الاسرار'' اور عبدالرحمٰن بن عمر بلقینی صاحب ''مواقع العلوم'' اور ابوالفضل شہاب الدین محمود آلوسی حنفی صاحب تفسیر ''روح المعانی'' ہیں۔ یہ حضرات اس صدی کے مشہور مفسرین ہیں۔

مفسرین کا دسواں طبقہ

اس طبقہ میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور ان کے بیٹے شاہ عبدالعزیز، شاہ عبدالقادر اور شاہ رفیع الدین شامل ہیں۔ اس طبقہ کو اگر وسیع کر کے دیکھا جائے تو اس میں محمد بن علی شوکانی کی تفسیر شوکانی ہے تفسیر مظہری ہے، فتح البیان نواب صدیق حسن خان کی تفسیر ہے اور بلغۃ الحیران حضرت مولانا حسین علی کی تفسیر ہے، تفسیر بیان القرآن ہے جو حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانوی کی تفسیر ہے، مولانا عبدالماجد دریا آبادی کی تفسیر ماجدی ہے، تفسیر عثمانی ہے، تفسیر حقانی ہے، تفسیر مولانا احمد علی لاہوری ہے، تفسیر جواہر القرآن ہے، تفسیر معارف القرآن ہے اور اہل حق کی دیگر بہت ساری تفاسیر بھی ہیں جو ہمارے اس موجودہ دور کی مشہور تفاسیر ہیں مگر جو فی الحال میرے ذہن میں آیا وہی میں نے لکھ دیا۔

بہر حال مذکورہ تفاسیر اہل حق کی تفاسیر ہیں۔ روایات و تفاسیر کے حوالے سے مضبوطی اور کمزوری اپنی جگہ پر الگ چیز ہے لیکن مجموعی طور پر یہ اہل حق کی تفاسیر ہیں۔ اس کے علاوہ چند مشہور تفاسیر جو اہل باطل کی ہیں اس کا تذکرہ بھی ضروری ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ ان حضرات میں بعض تو حق کے جادۂ مستقیمہ سے بالکل ہٹ کر دور جا نکلے ہیں جیسے سر سید احمد خان کی تفسیر، غلام

احمد قادیانی کی تفسیر، غلام احمد پرویز کی تفسیر، عنایت اللہ مشرقی کی تفسیر، عبداللہ چکڑالوی کی تفسیر، حمید الدین فراہی کی تفسیر، امین احسن اصلاحی کی تفسیر اور جاوید احمد غامدی کی تفسیر قابل ذکر ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ نسبتاً کچھ کم نقصانات پر مشتمل تفاسیر بھی ہیں جیسے سید ابوالاعلیٰ مودودی صاحب کی تفسیر، ڈاکٹر اسرار احمد صاحب کی تفسیر، احمد رضا خان صاحب کی تفسیر اور دیگر کچھ ڈاکٹروں اور پروفیسروں کی تفاسیر ہیں۔ مجھے چونکہ صرف جاوید احمد غامدی صاحب کی تفسیر ''البیان'' کی قابل گرفت جگہوں سے متعلق کچھ لکھنا ہے، لہٰذا دیگر تفاسیر کا صرف نام لے کر عوام کو آگاہ کردیا۔ تنبیہ کے لیے یہ کافی ہے۔ کچھ تفصیلات بھی آنے والی ہیں۔

چند ضخیم تفاسیر کا بیان:

مندرجہ بالا مذکورہ تفاسیر کا تذکرہ میں نے اختصار کے ساتھ کیا ہے، ورنہ ان دس طبقات مفسرین میں دسیوں تفاسیر ایسی بھی ہیں جن کا نام میں نے طوالت کے خوف سے نہیں لیا ہے، البتہ اہل اسلام نے قرآن عظیم کی جو عظیم الشان تفسیری خدمات انجام دی ہیں اس میں سے چند ایسی تفاسیر کا نام لکھتا ہوں جو انتہائی ضخیم ہیں اور کئی کئی جلدوں اور ہزاروں صفحات پر مشتمل ہیں۔ مفسر اور تفسیر کا نام ملاحظہ فرمائیں اور ان کی عظیم خدمات کو سلام کیجئے:

(۱) ان مبارک اور خوش نصیب ہستیوں میں شیخ ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن بخاری حنفی متوفی ۵۴۶ھ ہیں جو ''الزاھد العلاء'' کے لقب سے معروف ہیں انہوں نے قرآن عظیم کی تفسیر لکھی ہے جو ایک ہزار سے زیادہ اجزاء پر مشتمل ہے ''تاج التراجم'' میں قاسم بن قطلوبغا حنفی رحمہ اللہ نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

(۲) ''حَدَائِق ذَاتُ بَهْجَة'' یہ تفسیر عبدالسلام بن محمد القزوینی متوفی ۴۸۳ھ کی ہے جو تین سو جلدوں پر مشتمل ہے بلکہ صاحب ''کشف الظنون'' کے ایک قول کے مطابق یہ تفسیر پانچ سو جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۳) محمد بن جریر طبریؒ متوفی ۳۱۰ھ کی تفسیر ''جامع البیان'' ہے جو تفسیر ابن جریر طبری کے نام سے مشہور ہے۔ پہلے انہوں نے تیس ہزار صفحات پر ایک تفسیر لکھی پھر اس کا اختصار اور خلاصہ تین ہزار اوراق یعنی چھ ہزار صفحات میں کیا۔ آج کل یہ اختصار شدہ تفسیر تیس جلدوں میں موجود ہے۔

حضرت سید بنوری رحمہ اللہ ''یتیمۃ البیان'' میں لکھتے ہیں کہ اندازہ یہ ہے کہ اختصار سے پہلے اصل تفسیر تین سو جلدوں پر مشتمل ہوگی۔ علماء لکھتے ہیں کہ تفسیر ابن جریر کے بعد تمام تفاسیر کسی نہ کسی طریقہ سے اسی سے ماخوذ ہیں۔ ابن جریر طبری سنی ہیں۔ ان پر شیعیت کا الزام غلط ہے۔ ایک اور ابن جریر طبری شیعہ ہے۔

(۴) قاضی ابوبکر بن العربی متوفی ۵۴۳ھ کی ایک ضخیم تفسیر ہے جس کا نام ''انوار الفجر'' ہے۔ ''القبس'' میں انہوں نے خود اپنی تفسیر کا تذکرہ فرمایا ہے۔ ''الدیباج المذہب'' میں مذکور ہے کہ بعض علماء نے اس تفسیر کو سلطان ابوعنان کی لائبریری میں ۸۰ مجلدات میں دیکھا ہے۔ شیخ زاہد الکوثری فرماتے ہیں کہ یہ تفسیر اسی ہزار (۸۰۰۰۰) اوراق پر مشتمل ہے۔ ایک محی الدین ابن عربی صوفی ہیں، وہ مخدوش ہیں۔ العربی معتمد ہیں جو العربی الف لام کے ساتھ ہے۔

(۵) شیخ اکبر طائی اندلسی متوفی ۶۳۸ھ کی تفسیر ہے جو ساٹھ جلدوں پر مشتمل ہے لیکن وہ صرف سورۃ الکہف تک پہنچ سکی ہے۔ اندازہ کیجئے کہ صاحب ''فتوحات مکیہ'' شیخ اکبر کی پوری تفسیر کتنی بڑی ہوسکتی ہے۔

(۶) شیخ جمال الدین ابوعبداللہ حنفی مقدسی رحمہ اللہ متوفی ۶۹۸ھ کی تفسیر ہے جس کا نام ''التحریر والتحبیر'' ہے۔ علامہ کفوی فرماتے ہیں کہ یہ تفسیر ۸۰ جلدوں پر مشتمل تھی لیکن علامہ عبدالحی لکھنوی رحمہ اللہ نے ''الفوائد البهية في تراجم الحنفية'' میں لکھا ہے کہ یہ تفسیر ننانوے جلدوں پر مشتمل تھی اور پچاس تفاسیر سے استفادہ کرکے لکھی گئی تھی۔ شیخ موصوف ابن النقیب کی کنیت سے مشہور ہیں۔

(۷) شیخ ابوالقاسم اصبہانی متوفی ۵۳۵ھ کی تفسیر ہے جو تیس جلدوں پر مشتمل ہے۔

(۸) امام شمس الدین ابوالمظفر متوفی ۶۵۴ھ نے بھی تیس جلدوں میں تفسیر لکھی ہے۔

(۹) شیخ مفضل بن سلمہ حنفی نے ''ضیاء القلوب فی معانی القرآن'' کے نام سے تقریباً بیس جلدوں پر مشتمل تفسیر لکھی ہے، موصوف تیسری صدی کے مفسرین علماء میں سے تھے۔

(۱۰) ابن ندیم نے ذکر کیا ہے کہ امام ابوبکر محمد بن حسن النقاش نے ''التفسیر الکبیر'' کے نام سے ایک تفسیر لکھی ہے جو بارہ ہزار اوراق پر مشتمل ہے۔

(۱۱) صاحب ظہر الاسلام اپنی کتاب کے صفحہ ۲۰۵ پر لکھتے ہیں کہ ابوجعفر نحاس کے شاگرد شیخ ابوبکر ادفویؒ نے علوم القرآن سے متعلق ایک سو بیس جلدوں پر مشتمل ایک کتاب لکھی ہے اور انہوں نے ایک تفسیر لکھی ہے جو سو ۱۰۰ جلدوں پر مشتمل ہے۔ ان کا انتقال ۳۸۸ھ میں ہوا۔

(۱۲) حافظ بن شاہین کی تفسیر شاہین ہے جو آج کل کے حساب سے ایک ہزار جلدیں بنتی ہیں۔

(۱۳) زاہد الکوثری فرماتے ہیں کہ میرے علم میں آج کل سب سے ضخیم تفاسیر میں سے ''فتح المنان'' ہے جو ''التفسیر العلامی'' کے نام سے مشہور ہے اور چالیس ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ راقم الحروف کہتا ہے کہ بڑی تفاسیر کا یہ تذکرہ حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ کی کتاب ''يتيمة البيان في شيء من علوم القرآن'' سے میں نے لیا ہے۔ (جاری ہے)

مرزا قادیانی کا تعارف وکردار

(۱۵)

حافظ عبیداللہ

رئیس قادیان نے حج نہیں کیا، کبھی زکوٰۃ نہیں دی:

قادیان کے اس رئیس یعنی مرزا غلام احمد قادیانی نے اتنی آمدنی اور منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کے باوجود نہ حج کیا اور نہ کبھی زکوٰۃ ادا کی، رئیس زادہ مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے:

”ڈاکٹر میر محمد اسماعیل نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود (نقلی اور جعلی، ناقل) نے حج نہیں کیا، اعتکاف نہیں کیا، زکوٰۃ نہیں دی، تسبیح نہیں رکھی۔“ (سیرت المہدی، ج:۱، حصہ سوم، ص:۶۲۳، روایت نمبر ۶۷۲، نیا ایڈیشن)

پھر بھی نہ جانے کس طرح یہ نقلی مسیح کہتا رہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع جیسی میں نے کی ہے مجھ سے پہلے تیرہ صدیوں میں کسی نے نہیں کی اور نہ قیامت تک کوئی کر سکے گا۔ نعوذباللہ!

مرزا قادیانی کا اپنی ہی بیوی کے پاس اپنا باغ گروی رکھوانا:

بٹالہ کے تحصیل دار منشی تاج الدین نے گورداس پور کے ڈپٹی کمشنر کو مرزا قادیانی کی آمدنی وغیرہ کے بارے میں جو رپورٹ پیش کی اور جو مرزا قادیانی نے پوری کی پوری اپنی کتاب میں نقل کی ہے، اس میں یہ الفاظ بھی ملتے ہیں:

”مرزا صاحب کے اپنے بیان کے مطابق حال ہی میں اس نے اپنا باغ اپنی زوجہ (دوسری بیوی مسماۃ نصرت جہاں بیگم، ناقل) کے پاس گروی رکھ کر اس سے چار ہزار روپیہ کا زیور اور ایک ہزار روپیہ نقد وصول پایا ہے تو جس شخص کی عورت اس قدر روپیہ دے سکتی ہو اس کی نسبت گمان گزرتا ہے کہ وہ مالدار ہوگا۔“

(ضرورت الامام، روحانی خزائن ج:۱۳، ص:۵۱۷)

بظاہر یہی لگتا ہے کہ مرزا نے اپنی بیوی سے ادھار سونا اور رقم لی اور اس کے بدلے اپنا باغ گروی رکھ دیا، لیکن آپ بھی یہ سوچنے پر مجبور ہوں گے کہ کیا میاں بیوی کے رشتے میں بھی قرض کے بدلے زمین گروی رکھنے کی ضرورت تھی؟ اور پھر جو زیور وغیرہ مرزا نے لیا وہ تو مرزا نے ہی اپنی بیوی کو دیا ہوگا (یہ ہمارا اندازہ ہے کیونکہ مرزا کا نکاح نصرت جہاں بیگم کے ساتھ جن حالات میں بعوض ۱۱۰۰ روپے حق مہر ہوا کہ دونوں طرف کے رشتے دار اس نکاح پر خوش نہ تھے، اس لئے یہ اچانک کیا گیا، وہاں ایسا کوئی ذکر نہیں ملتا کہ نصرت جہاں بیگم کے والد میر ناصر نواب نے اپنی بیٹی کو کوئی زیور یا روپیہ پیسہ دیا تھا، صرف ایک صندوق میں کچھ سامان تھا جس کی چابی مرزا قادیانی کو دی گئی تھی۔ دیکھیں: حیات ناصر، ص:۸، مؤلفہ شیخ یعقوب علی عرفانی قادیانی اور سیدہ نصرت جہاں بیگم، ص:۲۰۵، مؤلفہ شیخ محمود احمد عرفانی قادیانی)

الغرض! یہ معاملہ سمجھ میں نہیں آتا، ہم نے جہاں تک سوچا ہے اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ مرزا قادیانی اپنی پہلی بیوی مسماۃ حرمت بی بی (جسے بقول مرزا بشیر احمد بھجے دی ماں کہا جاتا تھا۔ سیرۃ المہدی، جلد اول، ص:۳۰) اور اس سے ہونے والی اولاد کو اپنی زمین کی وراثت سے محروم کرنا چاہتا تھا، اس کے لئے اس کے دماغ نے یہ ترکیب سوچی کہ سرکاری کاغذات میں اپنا باغ اپنی دوسری بیوی کے پاس گروی رکھوا دیا اور یہ تاثر دیا کہ میں نے اپنی بیوی سے قرض لیا ہے، اس طرح سونا اور رقم بھی گھر میں رہی اور پہلی بیوی اور اس کی اولاد کو اپنی جائداد سے محروم بھی کر دیا۔ ظاہر ہے مرزا نے اپنی موت تک نہ یہ (کاغذی) قرض واپس کرنا تھا اور نہ زمین اسے واپس ملنی تھی، اور نہ قانونی طور پر اس زمین سے اس کی پہلی بیوی یا اس کی اولاد اپنا حصہ مانگ سکتے تھے، اور شواہد یہ بتاتے ہیں کہ ایسا ہی ہوا۔ کم از کم ہمیں کوئی دلیل ایسی نہیں ملی کہ مرزا نے اپنی دوسری بیوی کو وہ قرض واپس کیا ہو اور اپنا باغ چھڑایا ہو۔

ٹیکس بچانے کے لئے پانچ سو روپے کے نوٹ ٹکڑوں میں منگوانا:

مرزا قادیانی کی ایک تحریر میں خطوط کے اندر نوٹ آنے کا ذکر آیا تو آیئے! اس کے دو خط پڑھتے ہیں جو اس نے اپنے مشیر حکیم نور دین بھیروی کی طرف لکھے جو اس وقت کشمیر میں تھا اور مرزا نے اس سے پانچ سو روپے منگوائے تھے، اور تاکید کی تھی کہ یہ رقم خط میں ڈال کر بھیجی جائے (منی آرڈر یا کسی اور طریقے سے نہ بھیجی جائے تاکہ ٹیکس وغیرہ سے بچا جائے)، اس کے لئے کیا طریقہ اختیار کیا گیا؟ ملاحظہ فرمائیں:

پہلا خط

”مخدومی و مکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ! بعد از السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج نصف قطعہ نوٹ پانچ سو روپیہ پہنچ گیا، چونکہ موسم برسات ہے اگر براہ مہربانی دوسرا ٹکڑا رجسٹری شدہ خط میں ارسال فرما دیں تو ان شاء اللہ! کسی قدر احتیاط سے پہنچ جاوے۔“

(مکتوبات احمد، جلد دوم، ص:۳۱، مکتوب نمبر ۲۶)

بطرف حکیم نورالدین، نیا ایڈیشن)

دوسرا خط

"مخدومی ومکرمی اخویم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ تعالیٰ! بعد از السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آج نصف قطعہ نوٹ پانچ سو روپیہ بذریعہ رجسٹری شدہ پہنچ گیا، اب آں مخدوم کی طرف سے پانچ سو ساٹھ روپے پہنچ گئے۔۔۔"

(مکتوبات احمد، جلد دوم، ص:۴۳، مکتوب نمبر۲۷، بطرف حکیم نورالدین)

کنجنی (پیشہ ور عورت) کا مال اور مرزا کا فتویٰ:

"ایک دفعہ انبالہ کے ایک شخص نے حضرت صاحب سے فتویٰ دریافت کیا کہ میری ایک بہن کنجنی تھی (یعنی فاحشہ اور پیشہ ور عورت)، اس نے اس حالت میں بہت سا روپیہ کمایا، پھر مرگئی اور مجھے اس کا ترکہ ملا، مگر بعد میں مجھے اللہ نے توبہ اور اصلاح کی توفیق دی۔ اب میں اس مال کو کیا کروں؟ حضرت صاحب نے جواب دیا کہ ہمارے خیال میں اس زمانے میں ایسا مال اسلام (مرزائی اسلام۔ ناقل) کی خدمت میں خرچ ہوسکتا ہے۔" (سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول، ص:۲۴۳، روایت نمبر۲۷۲)

دراصل مرزا قادیانی مال ہاتھ آنے کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتا تھا، یقیناً مرزا کے اس مرید نے اپنی بہن کی حرام کی کمائی مرزا کی جھولی میں ڈال دی ہوگی کہ اسے نقلی مسیح کے منارہ کی تعمیر میں ڈال لیں۔

سود صرف انسانوں کے لئے حرام، اللہ کے لئے حلال مرزا قادیانی کا فتویٰ:

ایک دفعہ مرزا قادیانی کے ایک مرید نے یہ سوال کیا کہ بینک سے جو سود ملتا ہے اس کا کیا کیا جائے؟ تو مرزا قادیانی نے اس کا جو جواب دیا وہ پیش خدمت ہے:

"عنوان: بینک کا سود اشاعت اسلام کے لئے خرچ کرنا جائز ہے...... (مرزا نے کہا)...... ہمارا یہی مذہب ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ہمارے دل میں ڈالا ہے کہ ایسا روپیہ اشاعت دین کے کام میں خرچ کیا جاوے، یہ بالکل سچ ہے کہ سود حرام ہے لیکن اپنے نفس کے واسطے، اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں جو چیز جاتی ہے وہ حرام نہیں رہ سکتی (اور اللہ تعالیٰ کے قبضے میں دینے کے لئے مرزا جی کا قبضہ ضروری ہے۔ ناقل) کیونکہ حرمت اشیاء کی انسان کے لئے ہے نہ کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے، پس سود اپنے نفس کے لئے، بیوی بچوں، احباب، رشتہ داروں، اور ہمسایوں کے لئے بالکل حرام ہے، لیکن اگر یہ روپیہ خالصتاً اشاعت دین کے لئے خرچ ہو تو حرج نہیں ہے......"

(ملفوظات، جلد۴، صفحات:۳۶۷،۳۶۸)

زکوٰۃ کے پیسے سے اپنی کتابیں خریدنے کی ترغیب:

دوستو! سورۃ التوبہ کی آیت نمبر ۶۰ میں اللہ تعالیٰ نے وہ مصارف بیان فرمادیے ہیں جن پر زکوٰۃ اور دوسرے واجب صدقات خرچ کیے جاسکتے ہیں، ان میں کہیں نہیں کہ کتابیں خرید کر مفت تقسیم کی جائیں، لیکن مرزا قادیانی کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں:

"اس وقت دین اسلام جیسا غریب اور یتیم اور بے کس کوئی بھی نہیں اور زکوٰۃ نہ دینے میں جس قدر تہدید وارد ہے وہ بھی ظاہر ہے اور عنقریب ہے جو منکرِ زکوٰۃ کافر ہوجائے، پس فرض عین ہے جو اسی راہ میں اعانتِ اسلام میں زکوٰۃ دی جاوے، زکوٰۃ میں کتابیں خریدی جائیں اور مفت تقسیم کی جائیں اور میری تالیفات بجز ان رسائل کے اور بھی ہیں جو نہایت مفید ہیں......"

(نشان آسمانی، روحانی خزائن، ج:۴، ص:۴۰۷)

واضح رہے کہ اس جگہ مرزا اپنی لکھی ہوئی

دنیاپور بار ایسوسی ایشن کے وکلا سے خطاب

دنیاپور (قاری محمد اکرم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ایک روزہ تبلیغی دورہ پر دنیاپور تشریف لائے، جہاں آپ نے ۹ رنومبر کو ۱۱ بجے قبل از دوپہر دنیاپور بار ایسوسی ایشن کے ممبران وکلا، علماء کرام اور معززین شہر سے خطاب کیا۔

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے تحریک ختم نبوت اور ناموس رسالت میں وکلا کے کردار پر روشنی ڈالی۔ مولانا شجاع آبادی نے اسلم قریشی مقدمہ میں راجہ ظفر الحق، حاجی مانک مقدمہ میں سید غوث علی شاہ، پارلیمنٹ میں جناب یحییٰ بختیار، صد سالہ جشن مقدمہ میں جناب محمد اسماعیل قریشی، جناب رشید مرتضیٰ قریشی، جناب نذیر احمد غازی، یوسف کذاب مقدمہ میں جناب اسماعیل قریشی، جناب سردار احمد خان، غلام مصطفیٰ چوہدری اور دیگر مقدمات میں وکلا کی خدمات پر انہیں خراج تحسین پیش کیا اور وکلا سے استدعا کی کہ وہ ختم نبوت اور ناموس رسالت سے متعلق مقدمات میں ذاتی دلچسپی لے کر عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ میں اپنا حصہ ملائیں۔

دنیاپور بار کے صدر میاں حسین بخش نے معزز مہمانوں کے شکریہ کے ساتھ یقین دہانی کرائی کہ جب بھی مجلس تحفظ ختم نبوت کو ہماری ضرورت پڑی تو ہم اپنی جانیں نچھاور کریں گے۔ بار کے پروگرام میں مولانا حفیظ الرحمٰن، مولانا حسین احمد، جناب طیب عثمان، چوہدری رشید احمد اور دیگر کئی ایک کارکنوں نے شرکت کی۔ مولانا شجاع آبادی نے دنیاپور بار کی لائبریری کے لئے قومی اسمبلی ۱۹۷۴ء کے فیصلہ کے متعلق مکمل کارروائی پانچ جلدوں میں پیش کی۔ صدر بار نے شکریہ کے ساتھ وصول کی۔ ممبران اور شرکا کو پارلیمنٹ میں جناب یحییٰ بختیار کے بیان سے متعلق کتاب تقسیم کی گئی۔

کتابوں کا تذکرہ کر رہا ہے اور اپنی کتابوں کو زکوۃ کے پیسے سے خرید کر تقسیم کرنے کی ترغیب دے رہا ہے۔

دعا کا موڈ بنانے کے لئے ایک لاکھ روپے چندے کی شرط:

مرزا بشیر احمد ایم اے نے مرزا قادیانی کے ایک مرید میاں عبداللہ سنوری کے واسطے سے ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک امیر کبیر اور صاحب جائداد آدمی تھا لیکن اس کا کوئی لڑکا نہ تھا، اس نے اپنے ایک دوست مولوی عبدالعزیز سے کہا کہ مرزا قادیانی سے میرے لئے دعا کرواؤ (کہ اللہ مجھے لڑکا دے)، مولوی عبدالعزیز نے میاں عبداللہ سنوری کو کہا کہ تم قادیان جاؤ اور مرزا قادیانی سے اس کے لئے دعا کرنے کی درخواست کرو، آگے کا قصہ میاں عبداللہ سنوری یوں بیان کرتا ہے:

”چنانچہ میں قادیان آیا اور حضرت صاحب سے سارا ماجرا عرض کر کے دعا کے لئے کہا (یقیناً یہ بھی بتایا ہوگا کہ وہ آدمی کتنا مالدار ہے، ناقل)۔ آپ نے اس کے جواب میں ایک تقریر فرمائی جس میں دعا کا فلسفہ بیان کیا اور فرمایا کہ محض رسمی طور پر دعا کے لئے ہاتھ اٹھا دینے سے دعا نہیں ہوتی بلکہ اس کے لئے ایک خاص قلبی کیفیت کا پیدا ہونا ضروری ہے۔ جب آدمی کسی کے لئے دعا کرتا ہے تو اس کے لئے ان دو باتوں میں سے ایک کا ہونا ضروری ہوتا ہے یا تو اس کے ساتھ کوئی ایسا گہرا تعلق اور رابطہ ہو کہ اس کی خاطر دل میں ایک خاص درد اور گداز پیدا ہو جائے جو دعا کے لئے ضروری ہے اور یا اس شخص نے کوئی ایسی دینی خدمت کی ہو جس پر دل سے اس کے لئے دعا نکلے۔ مگر یہاں نہ تو ہم اس شخص کو جانتے ہیں اور نہ اس نے کوئی دینی خدمت کی ہے کہ اس کے لئے ہمارا دل پگھلے۔ پس آپ جا کر اسے یہ کہیں کہ اسلام کی خدمت کے لئے ایک لاکھ روپیہ دے یا دینے کا وعدہ کرے، پھر ہم اس کے لئے دعا کریں گے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ پھر اللہ اسے ضرور لڑکا دے گا۔ میاں عبداللہ سنوری کہتے ہیں کہ میں نے جا کر یہی جواب دیا۔ مگر وہ خاموش ہو گئے اور آخر وہ شخص لاولد ہی مر گیا اور اس کی جائیداد اس کے دور نزدیک کے رشتے داروں میں کئی جھگڑوں اور مقدموں کے بعد تقسیم ہو گئی۔“ (سیرۃ المہدی، جلد اول، حصہ اول، ص:۲۳۸، روایت نمبر۲۶۳، نیا ایڈیشن)

محترم قارئین! یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ مرزا جب اسلام کی خدمت کے لئے چندہ کی بات کرتا تھا تو اس سے مراد اس کا اپنا بنایا ہوا مذہب قادیانیت ہوتا تھا اور ظاہر ہے اس کی خدمت کے لئے چندہ بھی مرزا کے پاس ہی جمع کروایا جاتا تھا۔ (جاری ہے)

اعصاب اور مردانہ امراض کیلئے بہترین آزمودہ نسخہ
فیصل
مکمل علاج، مکمل خوراک
قیمت 3000 روپے
وزن 600 گرام
معجون قوتِ اعصاب زعفرانی
33 اجزاء کا اکسیر مرکب
☆ خوشگوار زندگی کے لمحات مزید پر کیف
☆ اعضائے خاص کی تمام بیماریوں میں مفید
☆ قوت خاص اور امساک کے لئے نادر نسخہ
☆ ہضم کی درستگی اور پیدائش خون میں اضافہ کا ضامن
☆ جریان، احتلام، ہڈیوں، پٹھوں کی کمزوری اور تھکاوٹ کیلئے مفید
33 اجزا

معجون تسکین دل
دل کے تمام امراض کے لیے مفید ہے۔
دل کے درد، شریانوں کی بندش، دل کی کمزوری، دل کی گھبراہٹ
دل کا بے ترتیب اور تیز چلنا، بلڈ پریشر کا کم یا زیادہ ہونا
اور دل کے دیگر امراض کی اصلاح کرتا ہے۔
قیمت 1200 روپے
جگر و معدہ کی اصلاح کر کے نیا خون پیدا کرتا ہے۔
وزن 500 گرام
عام جسمانی کمزوری میں بھی انتہائی مؤثر اور مفید ہے۔

آب سیب	آب انار	آب ادرک	ورق نقرہ	تخم خرفہ
آب بہی	آب لیموں	شہد خالص	بہمن سفید	عود ہندی
زعفران	مروارید	ورق طلاء	کشنیز	بادرنجبویہ
ابریشم	گل سرخ	گل نیلوفر	تخم کاہو	درونج عقربی
صندل سفید	طباشیر	آملہ	جوہر مرجان	مغز تربوز
گل ارمنی	الائچی خورد	کہربائی	بہمن سرخ	

پاکستان بھر میں فری ہوم ڈلیوری
0314-3085577
فیصل FOODS ستارہ لیبارٹری گراؤنڈ سپلائر کالونی فیصل آباد

ایک عظیم علمی، ادبی، سوانحی اور تاریخی شاہکار دستاویز

چمنستانِ ختمِ نبوت کے گلہائے رنگارنگ

ایسے ۹۴۴ نفوسِ قدسیہ کا تذکرہ وسوانح، حالات وحکایات
جنھوں نے عقیدہ ختم نبوت کے لئے خدمات سرانجام دیں۔

ترتیب شاہینِ ختمِ نبوت
مولانا اللہ وسایا صاحب مدظلہ

تین جلدوں کا مکمل سیٹ قیمت صرف 500 روپے

عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت
حضوری باغ روڈ، ملتان پاکستان 061-4783486